

پاکستانی معیشت کی کیفیت



بینک دولت پاکستان کے مرکزی بورڈ
کی دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2015ء



بینک دولت پاکستان

اظہارِ تشکر

منتظم مطبوعہ

محمد فاروق عاربی

تجزیہ

اسما خالد (بیرونی شعبہ)، امتیاز حسین (زراعت)، محمود الحسن خان (زری شعبہ)، محمد فاروق عاربی (شعبہ مالیات)، محمد ادریس (صوبائی مالیاتی سرگرمیاں اور سرکاری قرضہ)، محمد شمیل اکبر (مالیاتی سرگرمیاں)، نانکد ارم (تجارت)، صباحت (بڑے پیمانے کی اشیا سازی)، سید محمد طارق (گرانی، مالیاتی اخراجات)، سید ساجد علی (حقیقی پیداوار کا شعبہ)، سید ذوالقرنین حسین (زری مجموعے اور نجی شعبے کا قرضہ) اور وسیم فضل الرحمن (ادائیگیوں کا توازن)۔ ڈاکٹر محمد عمر اور محمد اکمل کے تعاون کا بھی اعتراف کیا جاتا ہے۔

جائزہ پینل

اندرونی مطبوعات جائزہ کمیٹی
ریاض ریاض الدین، مشتاق اے خان، قاسم نواز، محمد اشرف خان، سید عرفان علی، سید شمر حسین، محمد علی ملک، ڈاکٹر فاروق پاشا، ڈاکٹر آصف علی، اور ڈاکٹر صائمہ محمود

مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز
ظفر مسعود (چیئرمین)، مرزا قریب (رکن) اور محمد ہدایت اللہ (رکن)
کی مطبوعات جائزہ کمیٹی

شعبہ اقتصادی پالیسی جائزہ قابل قدر مشورے فراہم کرنے پر شعبہ ہائے زری پالیسی، تحقیق اور شماریات کا شکر گزار ہے۔

تبصرے اور سوالات کے لیے: quarterly.report@sbp.org.pk

ترجمہ طیم

نگراں

سہیل انجم

مترجمین

شجاعت علی
منصور احمد

تزئین و آرائش

ذیشان سلیمان

فہرست

1	عمومی جائزہ	1-
09	حقیقی پیداوار کا شعبہ	2-
09	2.1 عمومی جائزہ	
09	2.2 زراعت	
11	2.3 بڑے پیمانے کی اشیا سازی	
15	2.4 خدمات	
19	گرانی اور زرری پالیسی	3-
19	3.1 عمومی جائزہ	
20	3.2 سیالیت کی صورت حال	
21	3.3 زرری مجموعے	
25	3.4 نجی شعبے کو قرضہ	
28	3.5 گرانی	
33	مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ	4-
33	4.1 عمومی جائزہ	
35	4.2 محاصل	
36	4.3 اخراجات	
38	4.4 صوبائی مالیاتی کارروائیاں	
39	4.5 سرکاری قرضہ	
43	بیرونی شعبہ	5-
45	5.1 جاری کھاتہ	

47	5.2	سرمایہ اور مالی کھاتہ
48	5.3	تجارتی کھاتہ
53		خصوصی سیکشن 1: گندم کی برآمدات کے امکانات
57		ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح
61		فرہنگ

1 عمومی جائزہ

مالی سال کے ابتدائی مہینوں میں معیشت نے کچھ دشواریوں کا سامنا کیا تاہم مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کا اختتام کچھ قابل ذکر مثبت پہلوؤں کے ساتھ ہوا:

- اہم ترین پیش رفت بیرونی کھاتے میں یکدم بہتری تھی کیونکہ تیل کی عالمی قیمتوں میں اچانک کمی کے ساتھ ترسیلات زر کی مستحکم نمونے م 15ء کی دوسری سہ ماہی میں جاری کھاتے کے خسارے کو قابو میں رکھا۔¹ اس کے ساتھ آئی ایم ایف سے رقوم کی اقساط کی موصولی اور بین الاقوامی منڈی میں صکوک کے کامیاب اجرا نے ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر کو اطمینان بخش سطح پر پہنچا دیا۔

- اس کے نتیجے میں شرح مبادلہ میں آنے والے استحکام اور حکومت کی جانب سے تیل کی پست عالمی قیمتوں کے فائدے کی ملکی صارفین کو منتقلی نے نہ صرف گرانی کی توقعات کم کر دیں بلکہ عمومی گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کو ایک دہائی کی پست ترین سطح تک دھکیل دیا۔² چنانچہ اسٹیٹ بینک نے اس صورت حال میں نومبر 2014ء کے دوران اپنے زری پالیسی موقف میں جون 2013ء کے بعد پہلی بار نرمی کی۔

- مالیاتی اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران اخراجات کی کم نمو کی بنا پر حکومت اپنے خسارے پر قابو پانے میں کامیاب رہی۔ نیز جب بیرونی رقوم میں اضافے سے بینکاری نظام خصوصاً اسٹیٹ بینک پر بوجھ کم ہوا تو مالیاتی آمیزہ بھی بہتر ہو گیا۔ نتیجے کے طور پر موجودہ آئی ایم ایف پروگرام میں پہلی بار پاکستان نے آخر دسمبر 2014ء کے تمام مقداری (کارکردگی) اہداف پورے کر لیے (تیسرا باب)۔

بہر کیف، ساختی کمزوریاں برقرار ہیں اور ملک کی مجموعی معاشی کارکردگی پر اثر انداز ہو رہی ہیں۔ مثال کے طور پر کئی صنعتوں میں توانائی کی قلت بدستور سنگین مسئلہ ہے جس نے نمو کو روک رکھا۔ اسی طرح پاکستان میں کافی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری بھی نہیں آسکی حالانکہ ہمسر ممالک میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری بڑھ رہی ہے۔ مزید یہ کہ دوران سال کیے گئے کئی اقدامات کے باوجود ٹیکس محاصل کی نمو سست ہے اور سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (PSEs) کے نقصانات قلیل مالیاتی وسائل پر بوجھ بنے ہوئے ہیں کیونکہ ان اداروں کی تشکیل نو اور نجکاری کا پروگرام توقع کے مطابق رفتار نہیں پکڑ سکا۔

1 م 15ء کی دوسری سہ ماہی میں جاری حساب کا خسارہ صرف 770 ملین ڈالر تھا جبکہ گزشتہ سہ ماہی میں 1.6 ارب ڈالر اور پچھلے برس کی اسی سہ ماہی میں 688 ملین ڈالر ہاتھا۔

2 ہماری رائے میں تلف پذیراشیا کی قیمتوں میں سال بسال کمی اور ماضی میں زری سختی کا موقف گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں نرمی کا باعث بنا۔

جدول: 1.1 منتخب معاشی اظہار			
شش 1-م س 15ء	م س 15ء اہاف	شش 1-م س 14ء	
شرح نمو (فیصد)			
2.3	7.0	6.6	بڑے پیمانے پر اشیا سازی الف
6.1	8.0	8.9	صارف اشیا پر یہ قیمت (مدتی اوسط) الف
6.0	دستیاب نہیں	9.6	نئی شعبے کا قرضہ ب
4.4	دستیاب نہیں	6.0	رسد زر (زر 2) ب
-4.4	5.3	4.9	برآمدات (کسٹم) الف
11.7	4.2	-1.1	درآمدات (کسٹم) الف
1,171.9	#2,691	1,031.5	ٹیکس بحاصل - ایف بی آر (ارب روپے) ج
-1.7	دستیاب نہیں	-5.4	شرح مبادلہ (+ اضافہ - کی فیصد) ب
ارب ڈالر			
10.5	دستیاب نہیں	3.5	اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر (ختم مدت) ب
9.0	16.7	7.8	کارکنوں کی ترسیلات ب
0.5	4.3	0.4	پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری ب
-2.4	-2.8	-2.0	جاری کھاتے کا توازن ب
فیصد بی ڈی پی			
-2.2	-4.9	-2.1	مالیاتی توازن د
* سالانہ منصوبہ 2014-15ء میں مندرجہ پورے سال کے بی ڈی پی میں تینوں پر مبنی۔			
# ایف بی آر کا اصل ہدف 2810 ارب روپے تھا۔			
ماخذ: الف - پاکستان دفتر شماریات؛ ب - بینک دولت پاکستان؛ ج - وفاقی بورڈ آف ریونیو؛ د - وزارت خزانہ۔			

اس تناظر میں تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی، پست گرانے اور توازن ادائیگی میں بہتری سے آنے والے غیر متوقع فوائد سے موقع ملا ہے کہ توانائی کے شعبے، پی ایس ایز، محاصل میں اضافے اور مجموعی نظم و نسق میں مشکل ساختی اصلاحات کا عمل تیز کیا جائے تاکہ معیشت کو بلند نمو کی راہ پر گامزن کیا جاسکے۔

پہلی شش ماہی مالی سال 15ء کا جائزہ

حقیقی پیداوار کے شعبے کے بارے میں ابتدائی معلومات سے معیشت کی ملی جلی تصویر ابھرتی ہے۔ گندم کی بہتر پیداوار کے امکانات اور چھوٹی فصلوں میں تھوڑی بہتری سے کپاس اور گنے کی کارکردگی کا خزانہ ہونے کا امکان ہے۔ تاہم خام مال (خصوصاً کھاد) کی بلند لاگت اور نقد آور فصلوں کی پیداواری قیمتوں میں کمی سے کاشتکاروں کی آمدنی پر منفی اثر پڑ سکتا ہے۔

م س 15ء کی پہلی شش ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 2.3 فیصد کی معتدل نمو دیکھی گئی جو گذشتہ برس کی اسی مدت کے نصف سے کم ہے (جدول 1.1)۔³ توانائی کی مسلسل قلت (خصوصاً گیس) سے ٹیکسٹائل، کاغذ، چمڑے اور شیشے کی صنعتوں میں سرگرمیاں محدود رہیں اور گنے کی کچل کاری میں تاخیر سے سال کی پہلی شش ماہی میں چینی کی پیداوار متاثر ہوئی۔⁴ تاہم دیگر کئی شعبوں میں بھرپور نمو دیکھی گئی مثلاً گاڑیاں، الیکٹرانکس اور تعمیرات سے متعلق صنعتیں جیسے سیمنٹ، فولاد، شیشہ اور رنگ و روغن اور بڑی مصنوعات۔ ان شعبوں کو بنیادی طور پر لوہے، فولاد اور کونسلے کی عالمی قیمتوں میں کمی سے فائدہ پہنچا۔

شعبہ خدمات کے قطعی اعداد و شمار دستیاب نہیں تاہم ہم سمجھتے ہیں کہ ممکن ہے تھوک اور خوردہ تجارت (جو بی ڈی پی کا سب سے بڑا ذیلی شعبہ ہے)⁵ میں اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی کمزور کارکردگی کی بنا پر 6.1 فیصد نمو حاصل کرنا دشوار ہوگا۔ بہر حال مجموعی طور پر خدمات کو موصلات، مالیات و بیمہ اور حکومتی خدمات کی حوصلہ افزا کارکردگی سے فائدہ پہنچ سکتا ہے۔⁶ تھری جی رفرور جی اسپیکٹرم کے اجازت ناموں کی

³ تاہم بڑے پیمانے پر اشیا سازی کی نمونہ تعداد احتیاط سے استعمال کیا جانا چاہیے کیونکہ اس شعبے کے اعداد و شمار کی ترتیب و تشکیل میں کچھ مسائل ہیں (تفصیل کے لیے دیکھیے دوسرا باب)۔

⁴ توقع ہے کہ پورے سال میں چینی کی پیداوار کم رہے گی کیونکہ پچھلے سال گنے کی پیداوار 5.3 فیصد گھٹ گئی۔

⁵ تھوک اور خوردہ تجارت کا بی ڈی پی میں 20.2 فیصد حصہ ہے، جس کے بعد گھ (13.2 فیصد) اور بڑے پیمانے پر اشیا سازی (11.6 فیصد) کا نمبر آتا ہے۔

⁶ شدت پسندی کے خلاف ہم اور بے گھر افراد کی مدد پر ہونے والے سرکاری اخراجات بھی عمومی حکومتی خدمات کی قدر میں شامل کیے جاتے ہیں جو بی ڈی پی کا ذیلی شعبہ ہے۔

نیلامی کے بعد مواصلاتی خدمات میں توسیع آرہی ہے اور مالیات و بیمہ کے اضافہ قدر کو بینکاری شعبے کی بھرپور منافع آوری سے فائدہ پہنچے گا، جس کی وجہ خطرے سے پاک حکومتی تمسکات میں کثیر سرمایہ کاری اور دیگر بینکاری خدمات سے بڑھتی ہوئی آمدنی ہے۔

میں 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران حکومتی تمسکات میں کمرشل بینکوں کی سرمایہ کاری 667.6 ارب روپے بڑھ کر 4735.0 ارب روپے کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی۔ اس پوری مدت کے دوران کمرشل بینکوں نے طویل مدتی تمسکات کی بنیادی نیلامی میں خوب حصہ لیا کیونکہ انہیں پالیسی ریٹ میں کٹوتی کی توقع تھی اور انہوں نے پی آئی بیز پر بھرپور منافع کا بھی فائدہ اٹھایا۔ حکومت نے بھی اپنے قرضے کا خاکہ عرصیت طویل تر کرنے اور اسٹیٹ بینک سے اپنے قرضے کو تبدیل کرنے کے لیے ان نیلامیوں میں بھاری رقم قبول کیں۔ اس سے حکومت کو موقع ملا کہ اسٹیٹ بینک سے اپنے قرض کو اس حد کے اندر لے آئے جس پر آخر دسمبر 2014ء کے لیے آئی ایم ایف کے ساتھ اتفاق ہوا تھا⁷ اور ایس بی پی ایکٹ 1956ء کے تحت مرکزی بینک سے صفر خالص سرمایہ قرض گیری کو پورا کر سکے۔

کمرشل بینکوں سے خاطر خواہ حکومتی قرض نجی شعبے کی جانب سے قرضے کے کم استعمال کا جزوی سبب بنا۔ نجی شعبے کا قرضہ م میں 15ء میں 222.3 ارب روپے رہا جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 321.3 ارب روپے تھا۔ دوسری طرف اجناس (خصوصاً کپاس، چاول اور گنے) کی کم قیمتوں اور بڑے پیمانے پر اشیا سازی کی کستی کی وجہ سے بینک قرضوں کی طلب بھی کم رہی۔

حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ تیل کی کم عالمی قیمتوں کا فائدہ ہمسر ممالک کے مقابلے میں بڑی حد تک پاکستان میں صارفین کو منتقل کیا گیا (دیکھیے باکس 1.1)۔ اس کے ہمراہ مستحکم شرح مبادلہ اور گرانی کی پست توقعات گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں تیزی سے کمی کا سبب بنیں اور یہ گرانی جو م میں 14ء کی پہلی ششماہی میں 8.9 فیصد تھی م میں 15ء کی پہلی ششماہی میں صرف 6.1 فیصد رہ گئی۔ چونکہ توقع ہے کہ یہ عوامل سال کے بقیہ عرصہ کے دوران بھی قائم رہیں گے اس لیے امکان ہے کہ پست گرانی کا موجودہ رجحان جاری رہے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ آئی بی اے ایس بی پی کے اعتماد صارف سروے سے بھی پست گرانی کا منظر نامہ ظاہر ہوتا ہے (تیسرا باب)۔

ان حالات نے پالیسی بدلنے کا موقع فراہم کیا: اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ ایک سال تک یکساں رکھنے کے بعد نومبر 2014ء میں 50 بی پی ایس کم کر دیا۔ زری پالیسی کے اگلے دو فیصلوں میں اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر مزید 150 بی پی ایس کی کمی کی اور اسے ایک دہائی کی پست ترین سطح 8.0 فیصد تک پہنچا دیا۔ اسٹیٹ بینک نے ان فیصلوں کے ساتھ نومبر 2014ء سے بازار زر کے سودوں کے ادخالات بھی بڑھائے۔⁸ دسمبر 2014ء میں یہ ادخالات 500 ارب روپے کی حد عبور کر گئے جس سے کمرشل بینکوں کو حکومت اور نجی شعبے دونوں کی سیالیت کی ضروریات کی تکمیل میں مدد ملی۔

پالیسی ریٹ میں کمی سے خط یافت کے ٹی بل اور پی آئی بی والے حصوں میں عدم تعلق کو معمول پر لانے میں بھی مدد ملی۔ پالیسی ریٹ گھٹانے

⁷ اس سے اسٹیٹ بینک کو آخر دسمبر 2014ء کے لیے آئی ایم ایف کے ساتھ طے کردہ این ڈی اے کی حدود کو پورا کرنے کا موقع ملا۔

⁸ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسٹیٹ بینک نے دیگر پہلوؤں کے علاوہ شرح مبادلہ پر غیر ضروری دباؤ سے بچنے کے لیے سال کے ابتدائی مہینوں میں روپے کی سیالیت احتیاطاً سخت رکھی۔

کے ساتھ ٹی بلز کی یافت میں کمی آئی لیکن پی آئی بی یافت پر اثر زیادہ نمایاں تھا کیونکہ بینکوں نے اپنی قیمتیں زیادہ تیزی سے بڑھائیں (جس سے یافت کم ہو گئی)۔ اس رجحان کو حکومت کی جانب سے قرض کی نسبتاً کم طلب سے تقویت ملی، جس کا سبب بیرونی رقوم کی بہتر دستیابی اور حکومت کا پی آئی بی نیلامیوں میں ہدف کے آس پاس رہنے کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔

جہاں تک ملک کی مالیاتی کارکردگی کا تعلق ہے، جی ڈی پی کی فیصد کے لحاظ سے بجٹ خسارہ پچھلے سال سے ذرا سا زیادہ تھا۔⁹ حکومت (وفاقی اور صوبائی ملا کر) م 15ء کی پہلی ششماہی میں اپنے اخراجات کی نمو کو صرف 4.8 فیصد تک رکھنے میں کامیاب رہی جبکہ م 14ء کی پہلی ششماہی میں یہ شرح 10.7 فیصد تھی، جس کی بنیادی وجہ سودی ادائیگیوں میں کمی تھی۔¹⁰ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ غیر سودی جاریہ اخراجات کو بھی قابو کیا گیا جبکہ ترقیاتی اخراجات میں بھرپور نمود دیکھنے میں آئی (چوتھا باب)۔

بہر حال محاصل کی وصولی بدستور مسئلہ بنی رہی۔ م 15ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی محاصل (وفاقی اور صوبائی) صرف 5.0 فیصد بڑھے جبکہ گذشتہ سال ان میں 13.9 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اگر یکبارگی رقوم کی آمد کا لحاظ رکھا جائے جس سے م 14ء کی پہلی سہ ماہی میں نان ٹیکس وصولیاں بڑھ گئی تھیں، تب بھی محاصل میں سست رفتاری دیکھی گئی۔¹¹ اگرچہ حکومت نے م 15ء کے بجٹ میں کئی ٹیکس اقدامات متعارف کرائے تاہم ایف بی آر کے محاصل م 15ء کی پہلی ششماہی میں صرف 13.6 فیصد بڑھے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 16.0 فیصد بڑھے تھے۔¹² زیادہ پریشان کن بات یہ ہے کہ ایف بی آر کو مالی سال کے اختتام تک 2691 ارب روپے کا نظر ثانی شدہ ہدف حاصل کرنے کے لیے م 15ء کی دوسری ششماہی میں محاصل میں 24.2 فیصد نمو لانا ہوگی۔¹³

اینڈھن کی قیمتوں میں کمی کی وجہ سے یہ عمل مزید پیچیدہ ہو جائے گا کیونکہ اس سے پٹرولیم مصنوعات سے متعلق محاصل گھٹ سکتے ہیں۔ حکومت نے پٹرولیم مصنوعات پر سیل ٹیکس کی شرح میں اضافہ کر کے اس کی تلافی کرنے کی کوشش کی ہے۔ پٹرولیم مصنوعات کی فروخت بڑھنے سے بھی ٹیکس محاصل کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ مزید یہ کہ حال ہی میں کئی اشیا کی درآمد پر ریگولیٹری ڈیوٹی عائد کیے جانے سے بھی محاصل پر کچھ اثر متوقع ہے۔ ان عارضی اقدامات سے محاصل کسی حد تک بڑھ سکتے ہیں لیکن ٹیکس اکٹھا کرنے کے نظام میں ساختی مسائل سے نمٹنے کی شدید ضرورت ہے۔

تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں بڑی کمی کا پاکستان کے بیرونی شعبے پر مثبت اثر مرتب ہوا ہے۔ اس سے ملک کے درآمدی بل میں 691 ملین

9 م 15ء کی پہلی ششماہی میں مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کا 2.2 فیصد تھا جبکہ م 14ء کی پہلی ششماہی میں 2.1 فیصد رہا تھا۔

10 م 15ء کی پہلی ششماہی میں سودی ادائیگیاں 4.2 فیصد سال بسال کم ہو گئیں جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 8.2 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

11 غیر ٹیکس محاصل میں کمی کی پہلے ہی توقع ہے کیونکہ بعض یکبارگی رقوم (بشمول یونیورسل سروس فنڈ اور گڈی قرضے کے تصفیے کے عوض پی ایس ایز سے مارک اپ) جو پچھلے سال دستیاب تھیں، اس سال ملنے کا امکان نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ غیر ٹیکس محاصل کا بجٹ ہدف م 15ء کے لیے 1874 ارب روپے مقرر کیا گیا، جو پچھلے سال کے 1002.4 ارب روپے کی اصل وصولیوں سے کم ہے۔

12 مثال کے طور پر بجٹ میں مستثنیات ختم کرنے، ود ہولڈنگ ٹیکس کا دائرہ وسیع کرنے، مختلف ٹیکسوں کی شرح بڑھانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے پہلی سہ ماہی رپورٹ 2014-15ء کا باکس 4.1۔

13 اگرچہ ٹیکس وصولی کی نمونہ سال کے بعد کے حصے میں عموماً بڑھتی ہے تاہم اس سال مطلوبہ نمو گذشتہ پانچ برسوں کی دوسری ششماہیوں کی اوسط سے خاصی زیادہ ہے۔

ڈالر سے زائد کی بچت ہو چکی ہے جس سے دوسری سہ ماہی میں جاری کھاتے کے خسارے کو کم کرنے میں مدد ملی (پانچواں باب)۔¹⁴ ترسیلات زر کی بھرپور نموبھی بہت اہم سہارا بنی رہی کیونکہ م س 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملک کے درآمدی بل کا تقریباً 40 فیصد اسی سے پورا ہوا۔ علاوہ ازیں ترسیلات زر کے سالانہ ہدف کا تقریباً 80 فیصد مارچ 2015ء تک پہلے ہی حاصل کیا جا چکا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترسیلات زر اس سال بھی ہدف سے بآسانی تجاوز کر سکتی ہیں۔

م س 14ء کی دوسری سہ ماہی میں جاری کھاتے کے خسارے کو پورا کرنا آسان تھا۔ بین الاقوامی منڈی میں صکوک کا اجرا کامیاب رہا: اس کی زائد سبسکریپشن ہوئی اور حکومت ایک ارب ڈالر اکٹھا کرنے میں کامیاب رہی جو ابتدائی ہدف کا دگنا تھا۔ مزید یہ کہ آئی ایم ایف پروگرام کے پانچویں جائزے کی کامیاب تکمیل م س 15ء کی دوسری سہ ماہی میں 1.1 ارب ڈالر کی تقسیم کا باعث بنی۔ ان رقوم سے ملک کے زرمبادلہ ذخائر تسلی بخش سطح پر آ گئے۔ اس وقت اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر تین ماہ کی درآمدات کو پورا کرتے ہیں اور اسٹیٹ بینک کے خالص بین الاقوامی ذخائر (NIR) آخر دسمبر 2014ء کے ہدف کی تکمیل کے لیے کافی سے زیادہ تھے۔ اس عمل میں پاکستانی روپے کی قیمت سال کی دوسری سہ ماہی کے دوران 2.1 فیصد بڑھ گئی۔

منظر نامہ

ہمارے نقطہ نظر کے مطابق م س 15ء کی پہلی ششماہی کے اہم مثبت پہلو سال کی دوسری ششماہی میں بھی برقرار رہیں گے خصوصاً بیرونی شعبے میں۔ م س 15ء کی دوسری ششماہی میں زرمبادلہ کی کئی رقوم آئی ہیں جن میں اتحادی سپورٹ فنڈ، ایچ بی ایل کے مزید حصص کی فروخت کی آمدنی، آئی ایم ایف سے وصولیاں شامل ہیں اور ایشیائی ترقیاتی بینک، عالمی بینک اور دیگر ذرائع سے مزید رقوم کی توقع ہے۔ مزید برآں سال کے بقیہ عرصے کے دوران ترسیلات زر کی بھرپور نمو برقرار رہنے کا امکان ہے۔ برآمدی نمو غالباً معتدل رہے گی تاہم تیل کی پست قیمتوں اور کئی اشیاء پر ریگولیٹری ڈیوٹی کے نفاذ کی وجہ سے ملک کا درآمدی بل تسلی بخش رہے گا (دیکھیے سیکشن 5.3)۔

توازن ادائیگی میں اس اطمینان کی بنا پر توقع ہے کہ دوسری ششماہی میں شرح مبادلہ مستحکم رہے گی اور چونکہ ساتھ ہی ایندھن کی قیمتیں بھی کم ہیں اس لیے گرانی کی توقعات بھی رہیں گی۔ اسٹیٹ بینک کی پیش گوئی کے مطابق پورے سال کی گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت 4 سے 5 فیصد حدود میں رہے گی جبکہ اصل ہدف 8 فیصد ہے۔

توقع ہے کہ گنے کی کچل کاری کے فوائد میں تیزی آنے اور شرح سود کی کمی کی بنا پر کاروباری اداروں کے قرضے کی طلب متحرک ہونے سے نجی شعبے کا قرضے بڑھے گا۔ نجی شعبے کو قرضے کا رسدی پہلو بھی بہتر ہو سکتا ہے کیونکہ بیرونی وسائل سے رقوم کی دستیابی کی بنا پر حکومت کی قرض گیری کے ہدف کے اندر رہنے کا امکان ہے۔

¹⁴ م پاکستان کی تیل کی ادائیگیاں م س 14ء کی دوسری سہ ماہی میں 3.8 ارب ڈالر سے گھٹ کر م س 15ء کی دوسری سہ ماہی میں صرف 3.1 ارب ڈالر رہ گئی ہیں۔ م س 15ء کی پہلی ششماہی میں جاری حساب کا خسارہ 2.4 ارب ڈالر تھا جو پچھلے برس کی اسی مدت سے 20.7 فیصد زیادہ تھا۔ تاہم اس اضافے کی بنیادی وجہ سال کی پہلی سہ ماہی میں بلند تجارتی خسارہ تھا۔ م س 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران تجارتی خسارہ 9.8 ارب ڈالر تھا جس میں سے 62 فیصد پہلی سہ ماہی میں جمع ہوا۔

تاہم گندم کی خریداری کے مرحلے کے ساتھ اجناسی کارروائی کے لیے حکومتی قرض گیری پر کچھ دباؤ پڑ سکتا ہے۔ اگر موجودہ ذخائر آف لوڈ نہ کیے گئے تو 1300 روپے فی 40 کلو گرام کی امدادی قیمت پر گندم کی خریداری سے خاصی رقم گندم کی مالکاری میں بھنس سکتی ہے۔ آف لوڈ کرنے کے قابل ہونا مشکل ہوگا کیونکہ بین الاقوامی منڈی میں رسد طلب سے زیادہ ہے جس کی بنا پر برآمد کے امکانات کم ہیں جبکہ موجودہ اسٹاک اور بڑی (متوقع) فصل کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ حکومت کو ملکی منڈی میں نفع نقصان برابر کرنے کا موقع نہ ملے (دوسرا باب)۔ گندم کی خریداری کے قرضوں کا واجب الادا اسٹاک آخر دسمبر 2014ء تک پہلے ہی 363 ارب روپے ہے۔

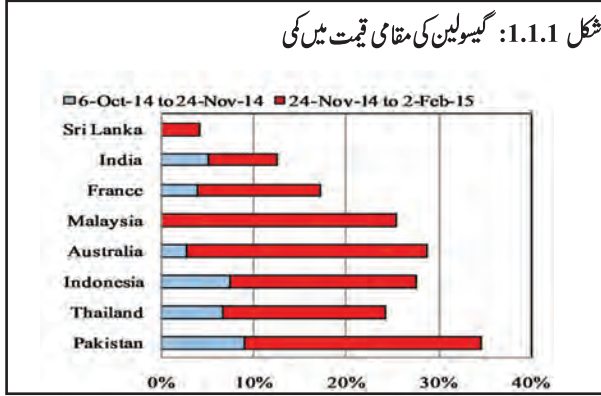
پورے سال کے بجٹ کا خسارہ جی ڈی پی کے 4.9 فیصد کے ہدف سے بلند رہنے کی توقع ہے جس کی کئی وجوہ ہیں: (i) م س 15ء کی دوسری ششماہی کے دوران نظر ثانی شدہ ہدف حاصل کرنے کے لیے ٹیکس وصولی کی مطلوبہ شرح نمو بلند ہے، (ii) جنوری 2015ء میں پی آئی بیز پر چھ ماہی کوپن کی ادائیگیوں کے ساتھ م س 15ء کی دوسری ششماہی میں سودی ادائیگیوں میں اضافہ ہو سکتا ہے¹⁵ (iii) دوسری ششماہی میں پی ایس ڈی پی کے اخراجات عموماً بلند ہوتے ہیں، اور (iv) ضربِ عصب اور بے گھر افراد کی آباد کاری کے اخراجات کم نہیں کیے جاسکتے۔ مزید برآں، پیداوار کی لاگت میں (تیل کی عالمی قیمتیں گرنے کے باعث) کمی کے باوجود بجلی سے متعلق زراعت کا دباؤ جاری رہ سکتا ہے۔ علاوہ ازیں بجلی کے شعبے کو بدستور ترسیل اور تقسیم کے بھاری نقصانات اور رقوم کی وصولی میں کمی برداشت کرنا پڑ رہی ہے۔ ابھی یہ دیکھنا باقی ہے کہ سال کے آخر میں اس لاگت کا تصفیہ کیسے کیا جاتا ہے۔¹⁶

آخر میں جی ڈی پی نمو پچھلے سال کی سطح سے بلند رہنے کا امکان ہے۔ سازگار موسمی حالات کی بنا پر گندم کی بہتر فصل اور امدادی قیمتوں میں اضافے سے خریف کی فصلوں کی سست کارکردگی کی تلافی ہو سکتی ہے۔ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی جانب سے پی ایس ڈی پی کی مزید رقوم جاری کیے جانے کے بعد تعمیرات میں بہتری آئے گی۔ بڑے پیمانے پر اشیا سازی کو درکار مشکلات جاری رہ سکتی ہیں لیکن امکان ہے کہ شعبہ خدمات کی نمو میں پچھلے سال جیسی تیزی قائم رہے گی۔

15 جنوری 2015ء میں ملکی قرضے پر سودی ادائیگیاں 208.3 ارب روپے (جس میں سے 80 فیصد سے زیادہ کا تعلق پی آئی بیز سے تھا) تھیں جبکہ جنوری 2014ء میں 103.8 ارب روپے رہی تھیں۔

16 ماضی میں بجلی کے شعبے کی واجب الادا رقوم کے تصفیہ کے لیے حکومت کو مداخلت کرنی پڑی تھی۔

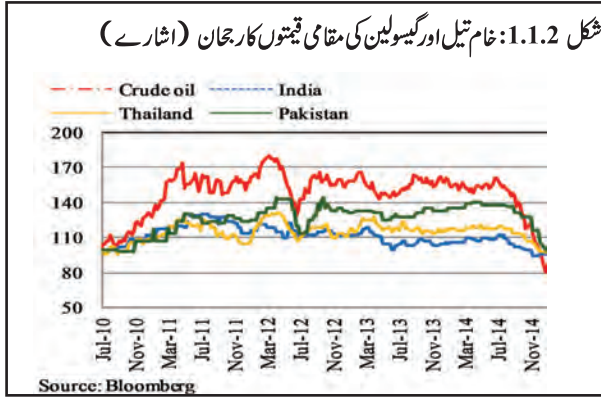
شکل 1.1.1: گیسولین کی مقامی قیمت میں کمی



بکس 1.1: خام تیل کی قیمتوں میں کمی اور گیسولین کے ملکی نرخوں کو متعلق

مالی سال 15ء کی پہلی سشماہی میں تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں تیزی سے کمی آنی جس کا جزوی سبب عالمی معیشتوں کی کمزور طلب اور کسی حد تک تیل کی چگہ دیگر فوسل ایندھنوں کا استعمال تھا۔ چنانچہ دنیا بھر کے ممالک تیل کی بہت عالمی قیمتوں کا فائدہ اپنے صارفین کو منتقل کر رہے ہیں۔ تاہم اس منتقلی کی مقدار مختلف ملکوں میں ان کی معاشی صورت حال اور ایندھن کی قیمت کے تعین کے طریقہ کار کے لحاظ سے مختلف ہے۔

شکل 1.1.2: خام تیل اور گیسولین کی مقامی قیمتوں کا رجحان (اشارے)



شکل 1.1.1 سے ظاہر ہے کہ اکتوبر 2014ء سے فروری 2015ء کے درمیان پاکستان نے تمام ملکوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے بھی بیشتر علاقائی ممالک (اور بعض ترقی یافتہ ممالک) سے بڑھ کر یہ فائدہ ملکی صارفین کو منتقل کیا ہے۔ مجموعی طور پر مقامی گیسولین کی قیمتیں پچھلے چار ماہ کے دوران 3.46 فیصد کم ہوئیں۔¹⁷

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں تیل کی قیمتیں عالمی قیمتوں سے زیادہ ہم آہنگ ہوتی ہیں کیونکہ ایک تعین قیمت کے مقررہ طریقے سے انہیں ڈی ریگولیٹ کیا گیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ملک کی پٹرولیم کی قیمتوں میں تاریخی اتار چڑھاؤ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دیگر علاقائی ممالک کے مقابلے میں منتقلی زیادہ ہوئی ہے مثلاً بھارت اور تھائی لینڈ جہاں ہماری طرح تعین قیمت کا طریقہ کار ڈی ریگولیٹ کیا گیا ہے (شکل 1.1.2)۔

اگرچہ پاکستان میں ایندھن کی قیمتوں میں کمی سے ٹیکس وصولی پر منفی اثر پڑا ہے تاہم اس منتقلی سے نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو فائدہ پہنچنے کا جواز یادہ بچت کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ اس سے گرانہ کی توقعات کو بھی قابو میں رکھنے میں مدد ملے گی جو معاشی استحکام کے لیے حد ضروری ہے۔

17 گیسولین کی قیمتیں جو www.globalpetrolprices.com سے لی گئی ہیں 6 اکتوبر 2014ء سے دستیاب ہیں۔ عالمی خام تیل قیمتوں کے اشاریے کی نمونہ حساب ہیورا نالکس سے جبکہ پاکستان کی قیمتوں کا حساب پاکستان دفتر شماریات سے لگایا گیا ہے۔

2 حقیقی پیداوار کا شعبہ

2.1 عمومی جائزہ

دوسری سہ ماہی کے آخر تک گندم کی بہتر فصل اور چھوٹی فصلوں میں متوقع بحالی کے امکانات کے سبب توقع ہے کہ مالی سال 15ء میں خریف کی کمزور کارکردگی کا اثر زائل ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ تیل کی قیمتوں میں مسلسل کمی سے بڑے پیمانے کی اشیا سازی کو کچھ تحریک ملنی چاہیے۔ تعمیرات کے شعبے کی سرگرمیوں میں تیزی کی علامات دیکھنے میں آرہی ہیں جن کی عکاسی سینٹ، فولاد اور پینٹس کی بلند پیداوار سے ہوتی ہے۔ خدمات کے شعبے میں اگرچہ تھوک و خردہ تجارت اور ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات جیسے بڑے ذیلی شعبے اپنے نمو کے اہداف حاصل نہیں کر سکیں گے لیکن ہمیں توقع ہے کہ مالیات و بیمہ اور عمومی حکومتی خدمات کی کارکردگی مضبوط رہے گی۔ مجموعی طور پر حقیقی جی ڈی پی کی نمو گذشتہ برس کی سطح سے کچھ زیادہ رہنے کا امکان ہے۔

جدول 2.1: خریف کی فصلوں کی پیداوار کے تخمینے			
ملین ٹن، ماسوائے کپاس کے بولین کا تخمینہ ہے			
م 15ء	م 14ء	اصل	ہدف
تخمینے	اہداف		
6.9	6.8	6.8	6.2
63.9	65.5	67.5	65.0
13.5	15.1	12.8	14.1
ماخذ: یہ اہداف منصوبہ بندی کمیشن کے تیار کردہ سالانہ منصوبے سے لیے گئے ہیں جبکہ مالی سال 14ء کے لیے فصل کا اصل حجم اور مالی سال 15ء کے تخمینے پاکستان دفتر شماریات سے لیے گئے ہیں۔			

2.2 زراعت

خریف کی بیشتر فصلوں نے توقع سے کم کارکردگی دکھائی۔ مثلاً، کپاس اور گنا (اہم فصلوں کی مجموعی قدر میں دونوں کا حصہ تقریباً 40 فیصد ہے) اپنے پیداواری اہداف حاصل نہیں کر سکے (جدول 2.1) جبکہ گنا گذشتہ برس کی پیداواری سطح حاصل کرنے سے قاصر رہا۔

اگرچہ چھوٹی فصلوں کے اعداد و شمار دستیاب نہیں تاہم مالی سال 15ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران تلف پذیر اشیا (آلو، پیاز وغیرہ) کی قیمتوں میں خاصی کمی منڈی میں بہتر رسد اور مال برداری کی پست لاگت کو ظاہر کرتی ہے۔ قیمتوں میں کمی کا ایک سبب سیلاب سے متعلقہ نقصانات کے باعث رسد کو مستحکم کرنے کے لیے درآمدات کی بلند سطح (اور محدود برآمدات) ہے تاہم فصل کی معلومات دینے کے صوبائی مراکز کی ابتدائی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس سال چھوٹی فصلوں میں اچھی نمو ہوئی ہے۔²

وفاقی کمیٹی نے اس سال ربیع کی فصلوں میں گندم کے لیے 26 ملین ٹن کا ہدف مقرر کیا ہے جو گذشتہ برس ہونے والی پیداوار سے تقریباً 3 فیصد

1 تفصیلات کے لیے دیکھیے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی رپورٹ کا باب 2۔

2 گذشتہ برس کے پست اساسی اثر کی وجہ سے چھوٹی فصلوں میں بھی بہتر نمو کی توقع ہے کیونکہ مالی سال 14ء کے دوران چھوٹی فصلوں میں 3.5 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔

جدول 2.2: گندم کا زیر کاشت رقبہ			
ہزار ہیکٹر			
2014-15ء		2013-14ء	
اصل	ہدف	اصل	ہدف
6,909.9	6,600	6,778	6,693
1,108.9	1,150	1,118	1,100
777.5	760	749	750
383.2	400	398	400
9,179.5	8,910	9,044	8,943

ماخذ: قومی غذائی سلامتی و تحقیق

زیادہ ہے۔^{3,4} اس ہدف کے حصول کا دار و مدار دیگر عوامل کے علاوہ معیاری بیجوں، کھاد اور پانی کی بہتر دستیابی کے باعث فصلوں کی یافت میں اضافے پر ہوگا۔ دوسری جانب زیر کاشت رقبے کا ہدف کسی تبدیلی کے بغیر گذشتہ برس کی سطح پر رہا۔ شاید یہ ان توقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے مقرر کیا گیا کہ حالیہ مہینوں کے دوران عالمی قیمتوں میں مسلسل کمی کے باعث کاشت کاروں کی حوصلہ شکنی ہوگی کہ وہ زیر کاشت رقبے میں اضافہ کریں۔

خصوصاً، امریکہ کے محکمہ زراعت کے مطابق گندم کی قیمتوں میں تیزی سے کمی آئی اور یہ مئی 2014ء کے 334.7 ڈالر فی میٹرک ٹن سے گزرتا ہوا 243.7 ڈالر پر آگئیں جو عالمی منڈیوں میں رسد کی اطمینان بخش صورت حال کو ظاہر کرتی ہے۔⁵ قیمت میں کمی حکومت کے لیے ایک فوری پالیسی مسئلہ بن گئی ہے کیونکہ اس سے کاشت کاروں کی آمدنی اور ان کی پیداواریت بڑھانے کی ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری کی صلاحیت پر منفی اثر مرتب ہوتا ہے۔ خام مال کی بلند لاگت کی وجہ سے گندم کے کاشت کاروں کی مالی مشکلات بڑھ گئیں۔⁶ مثلاً، دسمبر 2014ء میں ڈی اے پی کی قیمت بڑھ کر 3,800 روپے فی 50 کلوگرام تک پہنچ گئی (جو ایک سال قبل 3,430 روپے تھی) جبکہ یورپا کی قیمت اسی مدت میں 1,850 روپے فی 50 کلوگرام سے بڑھ کر 1,940 روپے ہو گئی۔

نومبر 2014ء کے آغاز میں کاشت کاروں کے خدشات کے پیش نظر حکومت نے آئندہ فصل کے لیے گندم کی امدادی قیمت میں اضافہ کر دیا اور یہ بڑھ کر 1,300 روپے فی 40 کلوگرام تک پہنچ گئی (1,250 روپے سے) جس کے نتیجے میں گندم کی ملکی قیمتوں اور عالمی منڈی کی قیمتوں میں فرق مزید وسیع ہو گیا۔ تاہم، ذخیرہ کاری کی محدود صلاحیت اور مالیاتی لاگت کی وجہ سے ضروری ہے کہ حکومت نئی فصل کی آمد سے قبل گندم کے موجودہ ذخیرے کو فروخت کر دے۔

اب تک گندم کی پیداوار کے جائزے حوصلہ افزا ہیں۔ نہ صرف گندم کے زیر کاشت رقبے میں معمولی بہتری آئی ہے (جدول 2.2) بلکہ پانی اور زرعی قرضے کی بروقت دستیابی سے توقع ہے کہ یا فتوں میں اضافہ ہوگا۔ خصوصاً اکتوبر تا دسمبر مالی سال 15ء کے دوران نہری پانی کی دستیابی کی

3 چھوٹی فصلوں کی قدر میں صرف گندم کا حصہ 40 فیصد بنتا ہے۔

4 مالی سال 15ء کے سالانہ منصوبے میں ابتدائی طور پر گندم کے لیے 25.8 ملین ٹن کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ وفاقی کمیٹی برائے زراعت نے اپنے 14 اکتوبر 2014ء کو ہونے والے اجلاس میں اس پر نظر ثانی کرتے ہوئے اسے 26 ملین ٹن کر دیا تھا۔

5 گندم کے عالمی ذخیرے میں 2013-14ء کے دوران نہ صرف مسلسل دوسرے برس اضافہ جاری رہا (جو ایک دہائی کی بلند ترین سطح پر پہنچ گیا) بلکہ 2014-15ء کے لیے فصل کی حالیہ پیش گوئیوں سے نشاندہی ہوتی ہے کہ عالمی پیداوار گذشتہ برس حاصل ہونے والی ریکارڈ پیداوار کی سطح سے بھی تجاوز کر جائے گی۔

6 گندم کی پیداواری لاگت بیجوں، کھاد اور بجلی کی بلند لاگت کے باعث گذشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ رہی۔ مثلاً، زرعی پالیسی انٹی ٹیوٹ کے تیار کردہ تخمینوں کے مطابق بیجوں کی فی ایکڑ لاگت میں 5 فیصد اضافہ ہوا، کھاد کی لاگت جو مجموعی پیداواری لاگت کا بیسواں حصہ تھی، اس میں 4 فیصد اضافہ ہو گیا جبکہ ٹیوب ویل سے آبپاشی کی لاگت میں 17 فیصد کا خاطر خواہ اضافہ ہو گیا (ممکنہ طور پر توسیع شدہ لوڈ شیڈنگ نے کاشت کاروں کو اپنے ٹیوب ویل ڈیزل پر چلانے پر مجبور کر دیا)۔

حقیقی پیداوار کا شعبہ

جدول 2.3: زرعی خام مال کی دستیابی (اکتوبر تا دسمبر)		
م 15ء	م 14ء	
کھاد (ہزار ٹن)		
1,614	1,702	یوریا
832	868	ڈی اے پی
21.9	20.6	پانی (ملین ایکڑ فٹ)
ماخذ: سپارکو کی جانب سے فصل کی صورت حال پر مابا خبر نامہ		

سطح بھی گزشتہ برس کے مقابلے میں 6 فیصد بہتر رہی (جدول 2.3)۔ اسی طرح، زرعی قرضوں کی تقسیم مضبوط رہی جو مالی سال 15ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران سال بسال بنیادوں پر 37 فیصد نمو کو ظاہر کرتی ہے۔ زرعی قرضوں کی تقسیم میں بڑا حصہ بدستور ذاتی قرضوں کا رہا (جدول 2.4)۔

جدول 2.4: زرعی قرضوں کی مقصد وارتق		
ارب روپے		
دوسری سہ ماہی، م 14ء	دوسری سہ ماہی، م 15ء	
79.4	108.5	پیداواری قرضے
		جس میں
39.8	48.7	فصلیں
12.8	12.5	ڈیری، گلہ بانی
17.6	14.7	مرغبانی
9.2	12.9	ترقیاتی قرضے
		جس میں
4.5	3.7	فصلیں
2.7	2.2	ٹریڈرز
4	7.1	گلہ بانی و ڈیری
88.6	121.4	کامل مجموعہ
ماخذ: بینک دولت پاکستان		

اس کے نتیجے میں گندم کی فصل گزشتہ برس حاصل ہونے والی 25 ملین ٹن سے زائد کی سطح دوبارہ حاصل کر سکتی ہے۔⁷ مزید برآں، پنجاب میں ہونے والی حالیہ بارشیں اگلے کی سطح پر فائدہ مند ہیں کیونکہ زیادہ پانی اور کم درجہ حرارت کے تسلسل سے فصل کی یافت کو مزید بڑھانے میں مدد مل سکتی ہے۔

بڑی (متوقع) فصل سے ملک میں فاضل گندم مزید بڑھ جائے گی۔⁸ مزید برآں، عالمی منڈیوں میں اضافی رسد کے باعث برآمدات کے پست امکانات کی وجہ سے خدشہ ہے کہ حکومت نئی فصل کی آمد سے قبل فاضل گندم کو فروخت نہیں کر سکے گی۔

اس سے نہ صرف گندم کی خریداری پر آنے والی مالکاری کی لاگت کی بڑھائی بلکہ ذخیرہ کاری کی ناکافی صلاحیت کے باعث گندم کے نقصانات کا خطرہ بھی موجود ہے۔ مستقبل میں ایسی صورت حال سے بچنے کا واحد راستہ منڈی پر مبنی آلات کو تقویت دینا ہے (جیسے ویز باؤس رسید، فصلی بیہ، اجناس ایکس چینج وغیرہ) تاکہ کسانوں کو منڈی کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ سے تحفظ فراہم کیا جاسکے۔⁹

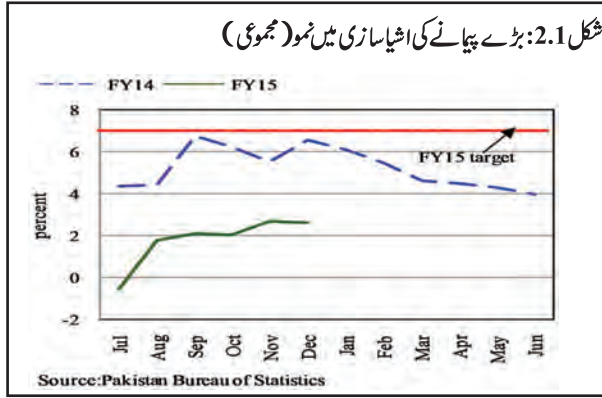
2.3 بڑے پیمانے کی اشیاء سازی

بیشتر صنعتیں (کھاد، کپاس، دھاگہ، سوئی کپڑا، خوردنی تیل پیٹرولیم مصنوعات اور لکڑی) جو مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں سست روی کا

⁷ تاہم، اکتوبر تا دسمبر مالی سال 15ء کے دوران کھاد کے استعمال میں گزشتہ برس کی نسبت 5 فیصد کمی ہوئی۔ کاشت کاروں کو درپیش مالی مشکلات کے سبب کھاد کے استعمال میں کمی متوقع تھی کیونکہ مالی سال 15ء میں خریف کی فصلوں کی قیمتوں میں خاصی کمی واقع ہوئی تھی جبکہ زرعی خام مال کی لاگت میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔

⁸ کمزور عالمی قیمتوں سے نجی شعبے کی حوصلہ افزائی ہوئی اور اس نے جولائی تا دسمبر مالی سال 15ء کے دوران 0.68 ملین ٹن گندم درآمد کر لی۔

⁹ حال ہی میں حکومت نے ان پھولے کاشت کاروں کے لیے کریڈٹ گارنٹی اسکیم کی منظوری دی ہے جو قرض حاصل کرنے کے لیے ضمانت نہیں دے سکتے۔



باعث بنی تھیں، دوسری سہ ماہی میں بھی ان کی کارکردگی کمزور رہی۔¹⁰ مزید برآں، اس موسم میں گنے کی کچل کاری میں تاخیر کے باعث نومبر تا دسمبر 2014ء کے دوران چینی کی پیداوار کم ہو کر 1.1 ملین ٹن ہو گئی جو 2013ء کے انہی مہینوں میں 1.3 ملین ٹن تھی۔¹¹ اس کے نتیجے میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی مجموعی نمو مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی میں تیزی سے کم ہو کر 2.3 فیصد ہو گئی جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 6.6 فیصد تھی (شکل 2.1 اور جدول 2.5)۔

جدول 2.5: پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی کارکردگی					
فیصد میں					
سال ہال نمو		فیصدی حصہ			
وزن	م 14ء	م 15ء	م 14ء	م 15ء	
بڑے پیمانے کی اشیا سازی کا اشاریہ	70.3	6.6	2.3	100.0	100.0
زراعت پر مبنی صنعتیں					
سوئی دھاگہ	13.0	2.2	0.7	6.6	5.7
سوئی کپڑا	7.2	0.8	0.0	1.2	0.2
کھاد	4.4	28.8	-1.6	22.8	-4.2
چینی	3.5	78.0	-17.5	27.4	-28.7
نباتی لہی	1.1	5.4	-0.3	1.2	-0.2
خوردنی تیل	2.2	3.7	-0.5	2.3	-0.8
پیٹرولیم مصنوعات	5.5	8.3	2.7	8.2	7.5
فولاد	5.4	2.3	31.0	1.1	40.6
سینٹ	5.3	1.3	4.4	2.1	19.7
چینی اور کاریں	2.8	2.3	18.5	0.8	17.9
الیکٹرانکس	2.0	13.5	10.2	3.1	7
کاغذ	2.3	12.7	-2.8	8.0	-5.3
کمپیوٹر	1.7	5.7	6.3	2.1	6.4
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات					

¹⁰ جولائی تا ستمبر 2014ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی پر تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی پراسٹیک کی رپورٹ۔
¹¹ اس لیے، مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں نمو بہتر ہو کر 3.45 فیصد ہو سکتی ہے، اگر تمام اپنے نمونے میں چینی کو منہا کر دیں۔

بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں سست روی (جو زیادہ تر زراعت پر مبنی صنعتوں میں مرکوز ہے) نے تعمیرات سے متعلق صنعتوں اور آٹو موٹلز کی مضبوط کارکردگی کے اثرات کو مکمل طور پر زائل کر دیا۔ مذکورہ دونوں صنعتوں کو اہم خام مال کی عالمی قیمتوں میں کمی سے فائدہ پہنچا (جیسے کونلہ اور لوہا اور فولاد)۔¹²

امکان ہے کہ مستقبل میں اشیا سازی کی سرگرمیوں کو تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی سے فائدہ پہنچے گا۔¹³ فوری طور پر اشیا سازی کے وہ یونٹ مستفید ہوں گے جو اپنی توانائی کی ضروریات کے لیے تیل پر انحصار کر رہے ہیں جبکہ دیگر فرموں کو مال برداری اور تقسیم کے اخراجات پر بچت حاصل ہوگی۔ ان فوائد کے باوجود اس بات کا امکان بہت کم ہے کہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی مالی سال 15ء میں نمو کے مقررہ 7.1 فیصد ہدف کو حاصل کر سکیں گی۔ اس کی وجوہات یہ ہیں (1) گیس کی مسلسل قلت ٹیکسٹائلز، کاغذ، چمڑا، شیشہ جیسی صنعتوں کو متاثر کر رہی ہے (2) گئے کی فصل کی پیداوار میں کمی کی وجہ سے اس سال چینی کی پیداوار میں کمی آسکتی ہے اور (3) کھاد کی پیداوار میں مالی سال 14ء کے دوران گیس کی دستیابی میں بہتری کی وجہ سے 16.5 فیصد کی معقول نمو ہوئی تھی لیکن مالی سال 15ء میں اس کی ویسی کارکردگی کے اعادے کا امکان نہیں ہے۔

زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اشیا سازی کے شعبے کو لوڈ منجمنٹ سے زیادہ فائدہ پہنچنے کی امید نہیں ہے کیونکہ نیچر کی رپورٹ کے مطابق بجلی کا خسارہ (جس کی تعریف یہ ہے: بلند ترین طلب اور پیداواری گنجائش کے درمیان فرق) 17-2016ء تک 4000 میگا واٹ سے زائد رہے گا۔¹⁴ بجلی کا شعبہ ابھی تک سنگین مسائل سے دوچار ہے جیسے توانائی کا مہنگا آمیزہ، پیداوار کی بلند لاگت، غیر مستعد بجلی گھر، تقسیم کا کمزور انفراسٹرکچر، سیالیت کی بڑھتی ہوئی مشکلات (بیشتر لائن کے نقصانات اور غیر ادا شدہ بجلی کے بلوں کے باعث) وغیرہ۔ نیچر سمجھتا ہے کہ بجلی کے شعبے کی ناکامی کا بنیادی سبب پیپکو کا مرکز کی کردار اور متعلقہ وزارتیں ہیں۔

شعبہ جاتی کارکردگی

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بیشتر شعبوں کی کمزور کارکردگی کا تسلسل دوسری سہ ماہی میں بھی برقرار رہا۔ چونکہ مالی سال 15ء کے لیے اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ میں ان کی کارکردگی کا تفصیلی جائزہ لیا جا چکا ہے اس لیے ذیل میں کی گئی بحث میں چند منتخب صنعتوں پر توجہ مرکوز رکھی گئی ہے۔

زراعت پر مبنی صنعتوں کی کمزور کارکردگی بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو میں کمی کا باعث بنی

کچل کاری میں تاخیر سے چینی کی پیداوار میں کمی ہوئی

مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران چینی کی پیداوار میں کمی ہوئی جس کا اہم سبب گئے کے کاشت کاروں اور شکر ملوں کے درمیان امدادی قیمت پر تنازع کے باعث گئے کی کچل کاری کے آغاز میں تاخیر تھی۔ 15-2014ء کے لیے پنجاب اور سندھ کی حکومتوں نے امدادی قیمت

¹² مسافر کاروں کی پیداوار کی سطح کے بلند ہونے کا ایک اہم سبب ٹویٹا اور سوزوکی کے نئے ماڈلز متعارف کرائے جانے کے باعث طلب کا بڑھنا بھی تھا۔

¹³ خام تیل کی قیمتیں جون 2014ء کے 115 ڈالر فی بیرل سے گزر جنوری 2015ء میں 50 ڈالر فی بیرل تک پہنچ گئیں۔

¹⁴ مالی سال 14ء میں یہ فرق 4,406 میگا واٹ تھا۔

بالتزیم 180 اور 182 روپے من مقرر کی تھی۔ تاہم، پیداواری لاگت میں اضافے کی وجہ سے کاشت کار بلند قیمتوں کا مطالبہ کر رہے تھے جبکہ شکر ملیں (خصوصاً سندھ کی) اپنے پاس موجود بھاری بقیہ ذخائر کے باعث یہ قیمت ادا کرنے سے ہچکچا رہی تھیں۔ اس تنازع کا نتیجہ کچل کاری میں تاخیر کی صورت میں برآمد ہوا۔

شکر ملیں کی مالی مشکلات میں کمی کے لیے حکومت نے انہیں 0.65 ملین ٹن چینی برآمد کرنے کی اجازت دی ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس برآمد کی اندرون ملک مال برداری پر 2 روپے فی کلو گرام اور 8 روپے فی کلو ٹن ذرا عانت دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں، حکومت نے خام اور چھندر سے بنی چینی کی درآمد پر 20 فیصد کی ضوابطی ڈیوٹی بھی نافذ کی ہے۔

شکر ملیں کچل کاری شروع کر چکی ہیں اور ہمیں توقع ہے کہ آئندہ مہینوں کے دوران چینی کی پیداوار میں تیزی آئے گی۔ تاہم، پورے سال کے لیے چینی کی مجموعی پیداوار گزشتہ برس کے مقابلے میں کم رہنے کا امکان ہے جس کا سبب گنے کی فصل میں کمی ہے۔¹⁵

گزشتہ برس کے بھاری ذخائر خوردنی تیل کی پیداوار میں کمی کا باعث بنے مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران گھی کی پیداوار میں کمی آئی جس کا اہم سبب گزشتہ برس کی پیداوار سے بچ جانے والے بھاری ذخائر تھے۔ صنعت کے ذرائع کے مطابق غمخور عالمی قیمتوں کے مدنظر گھی سازوں نے گزشتہ برس انڈونیشیا اور ملائیشیا سے بھاری مقدار میں پام آئل درآمد کر کے اسے خوردنی گھی میں منتقل کر دیا تھا۔ اس لیے، رواں برس پیداوار میں کچھ کمی پہلے سے ہی متوقع تھی۔

دریں اثناء، ایران اور وسط ایشیائی ریاستوں سے سستے گھی کی دستیابی کے باعث افغانستان کو گھی کی فراہمی بھی پست رہی۔ جس سے افغانستان میں ہمارے گھی کی برآمدی طلب کم ہو گئی۔

تعمیرات سے متعلق صنعتوں نے اپنی رفتار برقرار رکھی تعمیرات سے متعلق صنعتوں میں مالی سال 15ء کے دوران صحت مند نمو ہوئی۔ اہم خام مال (کوئلہ، فولاد اور لوہا) کی گرتی ہوئی عالمی قیمتوں اور نجی و سرکاری دونوں شعبوں میں تعمیراتی سرگرمیوں میں اضافہ فولاد، سیمنٹ اور پینٹس کی بلند پیداوار کا اہم سبب ہے۔¹⁶

فولاد کی پیداوار کی مجموعی نمو مضبوط رہی۔ درحقیقت فولاد کے کچھ اشیاء ساز اپنی موجودہ پیداواری گنجائش میں توسیع کر رہے ہیں اور نئے پیداواری طریقے متعارف کر رہے ہیں۔ اس سے نمو کے وسیع امکانات کی عکاسی ہوتی ہے کیونکہ فولاد کے فی کس استعمال کے لحاظ سے پاکستان خطے کے دیگر ملکوں سے پیچھے ہے (جدول 2.6)۔

سیمنٹ کے شعبے کی مقامی فروخت میں مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران 9.1 فیصد نمو ہوئی جو گزشتہ پانچ برسوں کی بلند ترین سطح ہے۔

¹⁵ جیسا کہ اس باب میں قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے گنے کی فصل مالی سال 14ء کے 67.5 ملین ٹن سے گر کر رواں موسم میں 63.9 ملین ٹن رہ گئی۔
¹⁶ تفصیلات کے لیے دیکھیے مالی سال 15ء کے لیے اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ کا باب 2۔

حقیقی پیداوار کا شعبہ

جدول 2.6: فولاد کی کس استعمال (کلوگرام)		
فولاد کی تیار مصنوعات	خام فولاد	
پاکستان	19.1	15.3
بھارت	63.9	57.8
سری لنکا	29.8	28
بنگلہ دیش	16.4	15.3
تھائی لینڈ	291.4	250.6
ماخذ: فولاد شماریاتی ایگزیکٹ، ورلڈ اسٹیل ایسوسی ایشن		

ملک کے شمالی علاقے میں میٹرو اور موٹر ویز جیسے بڑے تعمیراتی منصوبوں پر جاری کام کی وجہ سے سینٹ کی طلب مستحکم رہی۔ تاہم افغانستان سے پست طلب کی وجہ سے برآمدی مقدار کم ہو گئی۔ اس کے مقابلے میں بھارت اور کچھ افریقی ممالک کو برآمدات میں مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران صحت مند نمو کا تسلسل جاری رہا۔

جدول 2.7: خدمات کا شعبہ۔ ماضی کی کارکردگی اور اہداف			
فیصد			
حصہ	اوسط نمو (م 10ء تا 14ء)	م 15ء کا ہدف	
تھوک و خوردہ تجارت	31.9	2.8	6.1
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات	22.3	3.2	4.5
مالیات و بیمہ	5.4	1.7	5.8
مکاناتی خدمات	11.6	4.0	4.0
عمومی حکومتی خدمات	12.1	9.3	4.3
دیگر نجی خدمات	16.6	6.0	5.8
خدمات	3.6	5.2	
ماخذ: سالانہ منصوبہ 15-2014ء، منصوبہ بندی کمیشن			

کاروں کے نئے ماڈلز کی مضبوط طلب سے کار سازی کی نمو کو تقویت حاصل ہوتی رہی کاروں کی صنعت میں پہلی سہ ماہی کی نمو اگلے مہینوں میں بھی جاری رہی جس کا سبب کڑا اور سوزو کی وگن آر کے نئے ماڈلز ہیں۔ مستقبل میں امکان ہے کہ مسافر گاڑیوں کی طلب مزید بڑھے گی کیونکہ پنجاب حکومت اپنا روزگار اسکیم کے تحت 5,000 گاڑیاں تقسیم کرنے کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔¹⁷ مزید برآں، صنعت (او ای ایم اور بیچنے والے) کو بے چینی سے نئی کار پالیسی کا انتظار ہے

تاکہ نئی اور استعمال شدہ کاروں، شفاف مسابقت اور نئے سرمایہ کاروں کے لیے اعانتی اقدامات کے متعلق حکومتی پالیسی واضح ہو جائے۔¹⁸

2.4 خدمات

مالی سال 15ء کے سالانہ منصوبے میں خدمات کے شعبے کے لیے نمو کا ہدف 5.2 فیصد مقرر کیا گیا ہے جو گذشتہ پانچ برسوں میں ہونے والی 3.6 فیصد اوسط نمو سے خاصا بلند ہے (جدول 2.7)۔ منصوبے میں اندازہ لگایا گیا تھا کہ زراعت اور صنعت میں بحالی سے خدمات کے شعبے کی بہتر کارکردگی کو تقویت ملے گی۔

مالیات و بیمہ اور عمومی حکومتی خدمات کی مضبوط کارکردگی کی علامات دیکھنے میں آ رہی ہیں جبکہ ممکن ہے کہ تھوک و خوردہ تجارت اور ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات جیسے دیگر ذیلی شعبے شاید اپنی نمو کے اہداف حاصل نہ کر سکیں۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی کمزور کارکردگی کی وجہ سے امکان ہے کہ تھوک و خوردہ تجارت (جس کا خدمات کی قدر اضافی میں حصہ تقریباً ایک

17 اطلاعات ہیں کہ نئی فرم منڈی میں داخلے کی منصوبہ بندی کر رہی ہیں۔

18 نئی آلو پالیسی جو 2013ء میں آتھی، ابھی تک نظر ثانی کے عمل میں ہے۔

جدول 2.8: تھوک و خردہ تجارت (جولائی تا دسمبر)			
م 15ء	م 14ء	ملین روپے	تھوک کو قرضہ اور کیشن تجارت
9,283	17,839	ملین روپے	خردہ تجارت کو قرضے
-698	16,770	ملین امریکی ڈالر	تجارت میں براہ راست بیرونی سرمایہ کاری
26.8	-1.5	فیصد	ایشیا سازی میں نمو
2.7	6.6	فیصد	درآمدی نمو
11.5	1.1		

ماخذ: بینک دولت پاکستان اور پاکستان دفتر شماریات

تہائی بنتا ہے) اپنے اہداف کو حاصل نہیں کر سکیں گے۔¹⁹ گندم کی متوقع ریکارڈ فصل اور درآمدات کی مضبوط نمو سے خریف کی فصلوں کی ہدف سے کم پیداوار اور بڑے پیمانے کی اشیاء سازی میں سست روی کی جزوی تلافی ہو سکتی ہے (جدول 2.8)۔

ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کی قدر اضافی میں 75 فیصد سے زائد حصہ روڈ ٹرانسپورٹ (کمرشل گاڑیاں) کا ہے۔ حالیہ تخمینوں کے مطابق جولائی تا دسمبر مالی سال 15ء کے دوران کمرشل گاڑیوں کی پیداوار اور فروخت دونوں میں سال بسال نمو پست رہی ہے (جدول 2.9)۔ علاوہ ازیں، کچھ بہتری کے باوجود توقع ہے کہ مالی سال 15ء میں پی آئی اے اور پاکستان ریلوے کو خسارے کا سامنا رہے گا۔²⁰

جدول 2.9: کمرشل گاڑیاں (جولائی تا دسمبر)			
نمو فیصد میں			
پیداوار		فروخت	
م 14ء	م 15ء	م 14ء	م 15ء
25.2	65.9	39.1	58.5
2.1	1.7	3.4	-7.6
29.1	-0.4	17.2	2.8
13.2	1.4	17.8	2.0
21.3	4.5	18.4	5.9

پاکستان دفتر شماریات اور پاکستان آٹوموبیل منیوفیکچررز ایسوسی ایشن

اس زمرے کا دوسرا بڑا جز مواصلات ہے۔ اپریل 2014ء میں 3/4 جی اسپیکٹرم کی نیلامی کے بعد سروس پرووائیڈرز نے اپنے صارفین کو متعدد نئی مصنوعات کی پیشکش کرنا شروع کر دی ہے۔ فرمیں اپنے نظاموں اور نیٹ ورکس کو اپ گریڈ کرنے کے لیے سرمایہ کاری کر رہی ہیں جس کی عکاسی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں اضافے اور ٹیلی کام درآمدات بڑھنے سے ہوتی ہے۔²¹ اس کے نتیجے میں 3/4 جی خدمات کے سبسکرائبرز کی تعداد جولائی 2014ء کے 1.9 ملین سے بڑھ کر دسمبر 2014ء میں 7.7 ملین تک پہنچ گئی ہے۔^{22, 23}

حکومت نے وفاقی بجٹ میں مواصلات کے شعبے کو کچھ ریلیف فراہم کیا ہے۔ ٹیلی کام خدمات پر عائد ایڈوائس انکم ٹیکس کو 15 فیصد سے کم کر

19 مالی سال 15ء میں تھوک و خردہ تجارت کی نمو کے لیے 6.1 فیصد کا ہدف بظاہر درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس شعبے میں گذشتہ پانچ برسوں کے دوران 2.8 فیصد نمو ہوئی ہے۔

20 مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پی آئی اے کو 10.6 ارب روپے کا خسارہ ہوا جو مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں ہونے والے 13.4 ارب روپے خسارے سے کچھ کم ہے (اس بہتری کا اہم سبب ایندھن کی لاگت میں کمی تھی)۔ جہاں تک پاکستان ریلوے کا تعلق ہے حکومت پہلے ہی مالی سال 15ء کے وفاقی بجٹ میں متوقع نقصانات کو پورا کرنے کے لیے 37 ارب روپے مختص کر چکی ہے۔

21 جولائی تا دسمبر مالی سال 15ء کے دوران بیرونی براہ راست سرمایہ کاری بڑھ کر 81.9 ملین ڈالر تک پہنچ گئی جبکہ مالی سال 14ء کی پہلی ششماہی میں 184.9 ملین ڈالر کی بے سرمایہ کاری ہوئی تھی۔ مزید برآں، مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹیلی کام کی درآمدات میں سال بسال بنیادوں پر 21.3 فیصد نمو ہوئی جبکہ مالی سال 14ء کی اسی مدت میں 27.5 فیصد کی کمی واقع ہوئی تھی۔

22 اس میں موجودہ صارفین بھی شامل ہیں جو بائی اسپڈ ڈیٹا کی پیشکش کرنے والے تکبیر استعمال کر رہے ہیں۔

23 اس کے ساتھ ساتھ تھری جی رفرم جی خدمات سے بھی ملک میں براڈ بینڈ خدمات کو تقویت حاصل ہو رہی ہے۔

جدول: 2.10 مالی صحت کے اظہار					
جون 13ء	دسمبر 13ء	جون 14ء	ستمبر 14ء	دسمبر 14ء	
14.8	13.0	12.8	13.0	12.3	غیر فعال قرضے اور مجموعی قرضے (غام)
4.4	3.1	2.9	3.2	2.7	غیر فعال قرضے اور مجموعی قرضے (خالص)
1.7	1.7	2.1	2.2	2.2	اثاثوں پر منافع (قبل از ٹیکس)
18.5	18.4	23.5	24.2	24.3	ایکویٹی پر منافع (قبل از ٹیکس)
48.1	48.6	47.7	48.2	48.2	قرضے اور مامائیں
ماخذ: بینک دولت پاکستان					

کے 14 فیصد کر دیا گیا جبکہ جی ایس ٹی / ایف ای ڈی میں کٹوتی کرتے ہوئے اسے 19.5 فیصد سے کم کر کے 18.5 فیصد کر دیا گیا۔²⁴ مزید برآں، 2015ء کے آئی سی سی ورلڈ کپ سے ٹیلی کام آپریٹرز کی آمدنی بڑھ سکتی ہے کیونکہ انہوں نے اپنے صارفین کو اسکور کی بروقت اپڈیٹس سے لے کر کرکٹ میچوں کی براہ راست نشریات دکھانے سمیت مختلف مصنوعات کی پیشکش کی ہے۔

ٹیلی کام شعبے کو درپیش اہم چیلنج حکومت کی جانب سے حال ہی میں شروع کی گئی تمام سمر (SIMs) کی ملک گیر توثیق کی مہم ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مقررہ تاریخ کے خاتمے کے بعد تمام غیر توثیق شدہ سبسکرائبرز کو بلاک کر دیا جائے گا۔ بالفاظ دیگر اس مہم کے نتیجے میں کمپنیاں اپنے کچھ صارفین سے محروم ہو جائیں گی۔²⁵ اس کے ساتھ ساتھ دوبارہ توثیق کی اس مہم سے ٹیلی کام کمپنیوں کے مالی بوجھ میں اضافہ ہو جائے گا۔ مثلاً، نئی سمر کی بازار کاری کرنے کے بجائے ٹیلی کام کمپنیاں موجودہ سبسکرائبرز کی دوبارہ توثیق پر زیادہ توجہ مرکوز کر رہی ہیں اور اس کے لیے ضروری ہے کہ بائیو میٹرک توثیق میں استعمال ہونے والے آلات اور نظاموں کی خریداری کے لیے سرمایہ کاری کی جائے۔²⁶

مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران پی ٹی سی ایل کی کارکردگی بھی کمزور رہی۔ رضا کارانہ علیحدگی اسکیم پر آنے والی اضافی لاگت کے باعث آپریٹنگ منافع آخر جون 2014ء کے 8.6 ارب روپے سے کم ہو کر تقویمی سال 2014ء کے آخر تک 4.5 ارب روپے پر آ گیا ہے۔²⁷

مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران مالیات و بیمہ میں بینکاری شعبے نے قابل ذکر کارکردگی دکھائی، نمو اور اثاثہ جاتی بنیاد میں توسیع، بلند آمدنی اور ادائیگی قرض کی صلاحیت کے سازگار ماحول کے لحاظ سے (جدول 2.10)۔ جولائی تا دسمبر مالی سال 15ء کے دوران بینکوں کی اثاثہ جاتی بنیاد میں 8.9 فیصد توسیع ہوئی جبکہ مالی سال 14ء کی پہلی ششماہی میں 4.4 فیصد اضافہ ہوا تھا، جس کا اہم سبب حکومتی قرض گیری (مبیشتر پی آئی بیز میں) پالیسی ریٹ میں کٹوتیاں اور ٹیکسٹائل، خوراک اور توانائی کے شعبے کو قرض گاری ہے۔

قرضوں کی صورت حال میں بہتری اور خطرے سے پاک و بلند یافت کی حامل حکومتی تمسکات میں زیادہ سرمایہ کاریوں کے باعث مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکاری شعبے کا قبل از ٹیکس منافع 134 ارب روپے سے تجاوز کر گیا جو مالی سال 14ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے

24 ٹیکسوں میں کمی کا اطلاق اسلام آباد، بلوچستان، فاطما، آزاد جموں و کشمیر اور گلگت و بلتستان پر ہوتا ہے، یہ وہ خطے ہیں جہاں خدمات پر جی ایس ٹی نافذ نہیں کیا گیا ہے۔

25 یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ سیل فون کے سبسکرائبرز کی تعداد میں پہلے ہی جولائی تا دسمبر 2014ء کے دوران 0.45 ملین کی کمی واقع ہو چکی ہے۔

26 نادرا بھی ٹیلی کام کمپنیوں سے بریکارڈ کی توثیق پر چارج کر رہی ہے لیکن ٹیلی کام کمپنیاں لاگت اپنے صارفین سے وصول نہیں کر رہیں۔

27 تقویمی سال 2013ء کے دوران پی ٹی سی ایل کا آپریٹنگ منافع 16 ارب روپے تھا۔

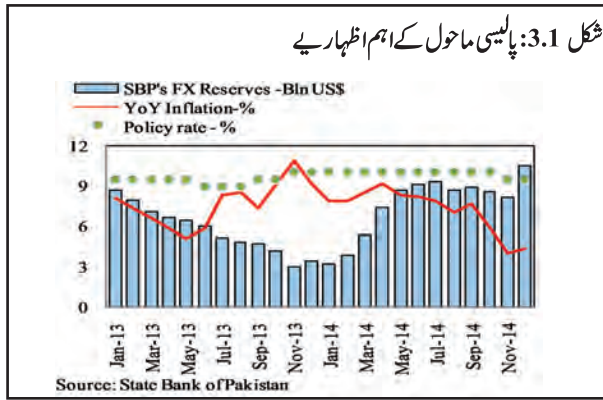
میں 119 فیصد کے بلند اضافے کو ظاہر کرتا ہے۔²⁸ اس کے نتیجے میں نفع یابی کے اظہاریوں (خالص سودی مارجن، اثاثوں پر منافع قبل از ٹیکس) میں خاصی بہتری دیکھی گئی۔

آخر میں، توقع ہے کہ عمومی حکومتی خدمات میں بلند نمو سے عسکریت پسند گروپوں کے خلاف آپریشن ضرب عضب کے تحت وسائل کے حالیہ استعمال کی عکاسی ہوتی ہے۔

28 پورے سال کی بنیاد پر 2014ء میں بینکاری شعبے کا منافع (قبل از ٹیکس) بڑھ کر 246 ارب روپے تک پہنچ گیا جس کی بدولت یہ شعبہ تیل و گیس کے شعبے کے بعد بہترین کارکردگی دکھانے والا دوسرا شعبہ بن گیا ہے۔

3 گرائی اور زری پالیسی

3.1 عمومی جائزہ

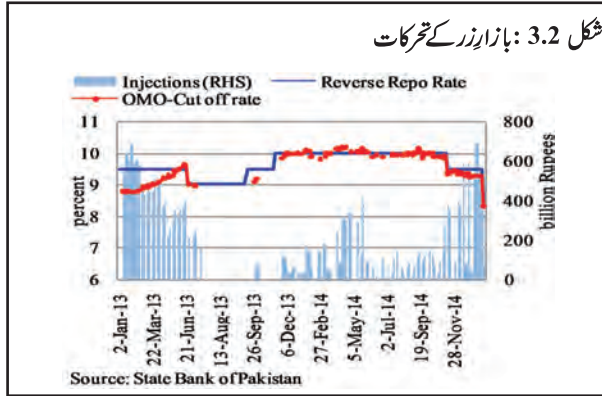


سال کی دوسری سہ ماہی کا آغاز زری نرمی سے ہوا جس میں اسٹیٹ بینک نے وسط نومبر 2014ء میں پالیسی ریٹ میں 50 بی پی ایس کٹوتی کر کے اسے 9.5 فیصد کر دیا تھا (شکل 3.1)۔¹ زری پالیسی موقف میں تبدیلی کے اہم محرکات میں گرائی اور گرائی کی توقعات دونوں میں نمایاں بہتری، بیرونی محاذ پر بڑھتی ہوئی اطمینان کی سطح اور مالیاتی یکجائی کی حکومتی کوششوں کے مثبت نتائج شامل ہیں۔

بعد کی مدت میں مذکورہ پیش رفت کو مزید تقویت حاصل ہوئی۔ پاکستان نے آخر نومبر 2014ء میں عالمی منڈی میں ڈالر میں پانچ سالہ صکوک کامیابی سے جاری کیے، آئی ایم ایف پروگرام کے پانچویں جائزے کی کامیاب تکمیل کے بعد دسمبر 2014ء میں 1.1 ارب ڈالر کی قسط مل گئی اور دسمبر 2014ء کے دوران جاری کھاتے میں 76.0 ملین ڈالر کا فاضل ریکارڈ کیا گیا جس کا اہم سبب تجارتی خسارے میں کمی اور ترسیلات زر کی بلند سطح تھی۔ صورت حال میں مذکورہ بہتری کے ساتھ گرائی میں کمی اور بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی پست سطح نے مرکزی بینک کو اپنی زری پالیسی میں نرمی کا موقع فراہم کیا۔ جنوری اور مارچ 2015ء کے زری پالیسی فیصلوں میں پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 150 بی پی ایس کی مزید کٹوتی کرتے ہوئے اسے 8 فیصد کر دیا گیا جو دس برسوں کی پست ترین سطح ہے۔

پالیسی میں اس تبدیلی سے قبل اسٹیٹ بینک نے سال کے ابتدائی مہینوں کے دوران نہ صرف پالیسی ریٹ میں تبدیلی نہیں کی بلکہ بازار زر میں سیالیت کو بھی سخت رکھا۔ یہ عمل بازار مبادلہ میں استحکام کو یقینی بنانے اور قدرے بلند غیر غذائی گرائی کو قابو میں کرنے کے لیے ضروری گردانا گیا۔

1 جولائی تا نومبر 2013ء کے دوران پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 100 بی پی ایس اضافے کے بعد ایک پورے سال یعنی نومبر 2014ء تک اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔
2 500 ملین ڈالر ہدف کے مقابلے میں 12.3 ارب ڈالر مالیت کی مجموعی پولیاں موصول ہوئیں۔



تاہم تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی، اجناس کی پست قیمتوں، بازار مبادلہ میں استحکام، غذائی گرانی پر سیلاب کے محدود اثرات اور زر کی سختی کے موثر اثر نے گرانی کو محدود رکھا۔³ خصوصاً ستمبر 2014ء میں گرانی میں تیزی سے کمی ہوئی اور یہ مارچ 2015ء میں ایک دہائی کی پست ترین سطح 2.5 فیصد پہنچ گئی۔

دیگر عوامل کے علاوہ مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی

کے دوران اجناس کی گرتی ہوئی قیمتیں بھی بینکوں کے قرضوں پر اثر انداز ہوئیں۔⁴ مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی میں اب تک نجی شعبے کے خالص قرضوں میں 222.3 ارب روپے کی توسیع ہوئی ہے جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں 321.3 ارب روپے تھی۔ اس کے ساتھ بینکاری شعبے سے حکومتی قرض گیری کی پست سطح نے زیر جائزہ مدت کے دوران زر کی رسد کو کم کر دیا۔ خصوصاً مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران زر وسیع کی رسد (ایم ٹو) میں صرف 4.4 فیصد نمو ہوئی، جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں 6.0 فیصد تھی۔

3.2 سیالیت کی صورت حال

بیرونی محاذ پر اطمینان بخش صورتحال کے ساتھ نجی شعبے کو بینکوں کے قرضوں کی ہموار فراہمی یقینی بنانے کے لیے زر کی پالیسی موقف میں تبدیلی کے باعث اسٹیٹ بینک نے نومبر 2014ء سے بازار زر کے سودوں کے ذریعے سیالیت کے ادخالات تیز کر دیے تھے (شکل 3.2)۔ بازار زر کے سودوں کے حجم میں تیزی سے اضافہ ہوا اور یہ دسمبر 2014ء میں 500 ارب روپے سے تجاوز کر گئے۔ قاطع شرح سود بھی کم ہو گئی کیونکہ اسٹیٹ بینک مزید بولیاں قبول کرنے کے لیے تیار تھا۔ اس تناظر میں ذیل میں دیے گئے نکات قابل ذکر ہیں:

1- 15 نومبر تا 31 دسمبر 2014ء کے دوران بازار زر کے سودوں میں بولی کی قبولیت کا تناسب 97.9 فیصد تھا جو یکم جولائی تا 14 نومبر 2014ء کے دوران ہونے والے بازار زر کے سودوں کے لیے 90.7 فیصد تھا۔

2- بازار زر کے سودوں کے ذریعے سیالیت کے ادخال کا اوسط حجم بھی یکم جولائی تا 14 نومبر 2014ء کے دوران 94.2 ارب روپے سے بڑھ کر 15 نومبر تا 31 دسمبر 2014ء میں 319.3 ارب روپے تک پہنچ گیا اور

³ یہاں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ گرانی کے امکانات کو لاحق خطرات صرف دوسری سہ ماہی میں زائل ہوئے ہیں۔ ابتدائی طور پر خطرہ موجود تھا کہ سیلاب کا تلف پذیراشیا کی قیمتوں پر سنگین اثر پڑے گا جبکہ بجلی کی قیمت میں طے شدہ اضافے کے باعث غیر غذائی گرانی کے بڑھنے کی توقع تھی۔

⁴ ایک جانب گرانی میں تیزی سے کمی نے زیر جائزہ مدت کے دوران قرض کی حقیقی لاگت کو بڑھا دیا اور مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران گرانی سے مطابقت شدہ پروڈن اوسط شرح قرض گاری 5.2 فیصد ہو گئی جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں 1.9 فیصد تھی (پروڈن اوسط شرح قرض گاری سے عام طور پر قرض گیری کی حقیقی لاگت اخذ کی جاتی ہے اور اس میں سفر مارک اپ یا بین ال بینک قرضوں کو شامل نہیں کیا جاتا)۔ دوسری جانب، اجناس کی قیمتوں میں کمی (خصوصاً تیل، کپاس اور چاول) نے بینک قرضے کی طلب کم کر دی تھی۔

3۔ بازار زر کی قاطع شرح سود سے بھی اس بات کی عکاسی ہوتی ہے کہ اسٹیٹ بینک سیالیت کی فراہمی پر آمادہ ہے اور اسے نمایاں طور پر پالیسی ریٹ سے کم رکھا گیا تھا (شکل 3.2)۔

مذکورہ بالا نکات سے نشاندہی ہوتی ہے کہ زری پالیسی موقف میں تبدیلی کے بعد سیالیت کی صورت حال مجموعی طور پر معتدل تھی۔ تاہم اس بہتری کے باوجود بینک سے مخصوص سیالیت کے مسائل سال کی دوسری سہ ماہی میں بھی جاری رہے۔ خصوصاً بینکوں نے مالی سال 15ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران 118 بار رجوع کر کے اسٹیٹ بینک سے 1,170.4 ارب روپے کا قرضہ لیا جبکہ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 98 بار رجوع کر کے 693.3 ارب روپے کا قرض لیا گیا تھا۔

3.3 زری مجموعے

مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران زری وسیع کی رسد میں 4.4 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 6.0 فیصد بڑھا تھا۔ اس سست روی کا اہم سبب پست حکومتی قرض اور نجی شعبے کے قرضوں میں کمزور نمو تھی۔ ان عوامل سے بینکاری شعبے کے خالص ملکی اثاثوں کی نمو کو محدود رکھنے میں مدد ملی خصوصاً اسٹیٹ بینک کے خالص ملکی اثاثوں کو (جدول 3.1)۔

3.3.1 خالص بیرونی اثاثے

مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکاری شعبے کے خالص بیرونی اثاثوں میں 47.6 ارب روپے کی خالص توسیع ہوئی جبکہ اس کے برعکس گذشتہ برس کی اسی مدت میں 215.2 ارب روپے کی خالص تحفیف ہوئی تھی۔ اعداد و شمار کی سہ ماہی تقسیم سے پتہ چلتا ہے کہ سارا توسیع اثر سال کی دوسری سہ ماہی میں مرکوز تھا جو بیرونی محاذ پر نمایاں بہتری کا عکاس ہے۔

مالی سال 15ء کی دوسری ششماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں 65.4 ارب روپے کی توسیع ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی

جدول 3.1: زری مجموعوں میں مطلق تبدیلیاں (جولائی تا دسمبر)						
ارب روپے						
م 15ء			م 14ء			
پہلی ششماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	پہلی ششماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	
442.8	448.8	-6.0	527.9	506.4	21.5	زری رسد (زر)
395.2	370.1	25.0	743.0	548.4	194.6	خالص ملکی اثاثے
-206.1	-139.1	-67.1	335.5	161.2	174.2	بینک دولت پاکستان
601.3	509.2	92.1	407.6	387.2	20.4	کمرشل بینک
47.6	78.7	-31.1	-215.2	-42.0	-173.2	خالص ملکی اثاثے
65.4	73.4	-8.0	-229.8	-83.7	-146.1	بینک دولت پاکستان
-17.7	5.3	-23.0	14.6	41.7	-27.1	کمرشل بینک
ماخذ: بینک دولت پاکستان						

اسی مدت میں 229.8 ارب روپے کی خالص کی ہوئی تھی۔ اس تیز تبدیلی کا اہم سبب ایک صکوک بانڈ کا اجرا اور دیگر کثیر فریقی رقوم (علاوہ آئی ایم ایف) کی آمد ہے۔

دوسری جانب مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی میں جدولی بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں 17.7 ارب روپے کی کمی ہوئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 14.6 ارب روپے کا خالص اضافہ ہوا تھا۔ مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران یہ تخفیف درآمدی مالکاری میں (ایف ای 25 امانتوں پر) 425 ملین ڈالر کے اضافے کی وجہ سے ہوئی تھی۔ چونکہ مجموعی ایف ای 25 امانتوں میں صرف 65 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا تھا اس لیے کمرشل بینکوں کو ان قرضوں کی مالکاری کے لیے اپنی بیرون ملک رکھی گئی رقوم کو واپس لینا تھا۔ اس کے نتیجے میں ان کے خالص بیرونی اثاثوں میں کمی واقع ہو گئی۔⁶

3.3.2 خالص ملکی اثاثے

مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں میں ہونے والی توسیع گزشتہ برس میں ہونے والے اضافے کا تقریباً نصف تھی۔ ادارہ جاتی تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ تیزی سے کی اسٹیٹ بینک کے خالص ملکی اثاثوں میں ہونے والی 201.6 ارب روپے کی بھاری کمی کا نتیجہ تھی۔ اس کی توقع کی جارہی تھی کیونکہ حکومت کے لیے ضروری تھا کہ وہ اسٹیٹ بینک سے اپنی میزانیہ قرض گیری کو آخر دسمبر 2014ء تک آئی ایم ایف (پروگرام کے تحت) سے طے شدہ حد تک رکھے، خاص کر ایسی صورت حال میں جب وہ آخر ستمبر 2014ء کا ہدف حاصل نہیں کر سکا تھا۔⁷ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ یہ کمی اتنی زیادہ تھی کہ اس سے اسٹیٹ بینک کو آخر دسمبر 2014ء کے لیے اپنے خالص ملکی اثاثوں کا آئی ایم ایف کا ہدف حاصل کرنے میں مدد ملی۔

اسٹیٹ بینک کے خالص ملکی اثاثوں میں خالص کی کے پس پردہ اہم عوامل میں ایک حکومت کی جانب سے اپنی قرض گیری کے لیے اسٹیٹ بینک کے بجائے کمرشل بینکوں پر انحصار بڑھانے کی کوششیں تھیں۔ قرض لینے کے حکومتی ذرائع میں تبدیلی کا اثر کمرشل بینکوں کے خالص ملکی اثاثوں میں بھی خاصا نمایاں تھا۔ خصوصاً قرضوں میں کمزور نمو کے باوجود مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران کمرشل بینکوں کے خالص ملکی اثاثوں میں 601.3 ارب روپے کی توسیع ہوئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 407.6 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔

حکومتی قرض گیری⁸

ایک مثبت پیش رفت یہ ہے کہ مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری گزشتہ برس کی اسی مدت کے

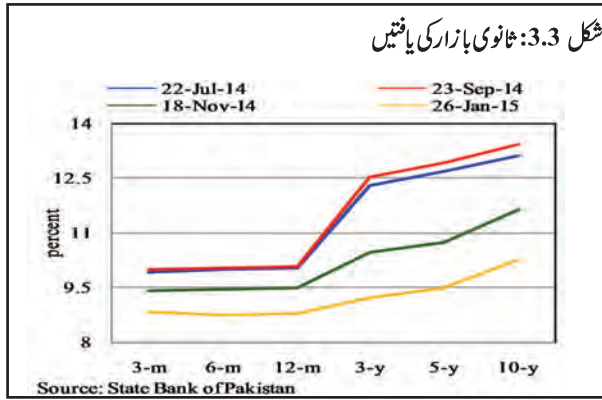
⁵ زیر جائزہ مدت کے دوران درآمدی مالکاری میں اضافہ ایف ای 25 امانتوں (65 ملین ڈالر) میں ہونے والے مجموعی اضافے کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھا۔

⁶ بینکوں کی بیرون ملک رکھی گئی رقوم ہر سرمایہ کاریاں عملاً غیر ملکیوں پر دعویٰ ہیں (اور خالص بیرونی اثاثوں میں شامل ہوتی ہیں) جبکہ تجارتی مالکاری ملکی درآمد کنندگان / درآمد کنندگان پر دعویٰ ہے (اور خالص ملکی اثاثوں میں شامل ہوتی ہے)۔

⁷ آخر دسمبر 2014ء کے لیے اسٹیٹ بینک سے خالص میزانیہ قرض گیری پر آئی ایم ایف کی بالائی حد 2000 ارب روپے جبکہ آخر جون 2014ء کے لیے 2,328 ارب روپے تھی۔ اس سے م 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران 328 ارب روپے کی خالص واپسی ظاہر ہوتی ہے۔

⁸ اس سیکشن کا تجزیہ نقد بنیاد پر حکومتی قرض گیری کے اعداد و شمار پر مبنی ہے جو ایکروٹیل کی بنیاد پر مرتب کردہ زرعی سروے کے اعداد و شمار سے ہم آہنگ نہیں ہوگا۔

جدول 3.2: خالص میزانی قرض گیری						
ارب روپے						
م 15ء			م 14ء			
پہلی ششماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	پہلی ششماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	
199.0	59.1	139.9	483.3	285.3	198	بینکاری نظام
-413.4	-374.4	-39.0	443.1	90.3	352.8	بینک دولت پاکستان
612.4	433.5	178.9	40.1	195.0	-154.8	جدولی بینک
ماخذ: بینک دولت پاکستان						



مقابلے میں نصف سے بھی کم تھی۔ مزید برآں، حکومت نے نہ صرف ایس بی پی ایکٹ 1956ء کے تحت مرکزی بینک سے اپنی قرض گیری کا ہدف حاصل کر لیا بلکہ آخر دسمبر 2014ء کے لیے آئی ایم ایف سے طے شدہ اسٹیٹ بینک سے قرض گیری کو بھی محدود رکھنے میں کامیاب رہی۔⁹ حکومت نے سال کی دوسری سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کو 374.4 ارب روپے واپس کیے جس سے مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے

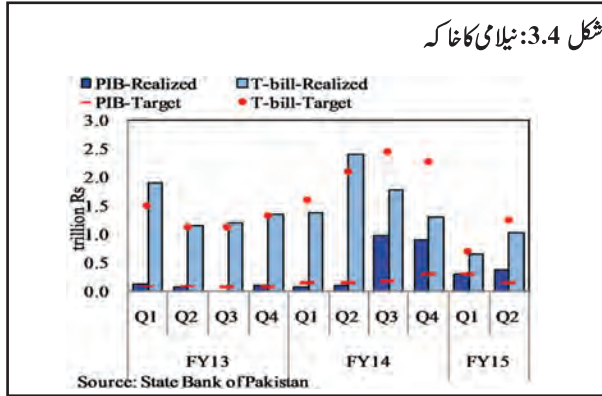
دوران مجموعی طور پر واپس کردہ قرضوں کا حجم 413.4 ارب روپے تک پہنچ گیا۔ اسٹیٹ بینک سے قرض گیری کا حکومتی رجحان مالی سال 14ء کی پہلی ششماہی میں بھی تقریباً ایسا ہی تھا جب اس میں 443.1 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا (جدول 3.2)۔

حکومتی قرض گیری کی مزید تفصیلات سے نشاندہی ہوتی ہے کہ اسٹیٹ بینک کو بھاری رقوم کی واپسی کے لیے حکومت نے جزوی طور پر کرنشل بینکوں سے قرض لیا تھا۔ حکومت نے سال کی پہلی ششماہی کے دوران کرنشل بینکوں سے 612.4 ارب روپے (خالص لحاظ سے) قرض لیے تھے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں صرف 40.1 ارب روپے کا قرضہ لیا گیا تھا۔

درحقیقت حکومت آئی ایم ایف کے اہداف کو حاصل کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک کے بجائے اپنی قرض گیری کو کرنشل بینکوں کی سمت منتقل کر رہی تھی جبکہ کرنشل بینک بھی حکومتی تمسکات کی اولین نیلامیوں میں جارحانہ انداز میں شرکت کر رہے تھے تاکہ پالیسی ریٹ میں کٹوتی کی توقعات کے پیش نظر اپنے فنڈز کو بلند شرح ہائے سود پر دے سکیں۔ خصوصاً کرنشل بینکوں نے مالی سال 15ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران پی آئی بی کی نیلامیوں میں 832.9 ارب روپے کی پیشکش کی جبکہ اس کا مجموعی ہدف صرف 150.0 ارب روپے تھا۔¹⁰ درحقیقت بینک زری پالیسی میں تبدیلی سے قبل قلیل (ایک سال تک) اور وسط تا طویل مدتی یافتوں کے درمیان پائی جانے والی بے ربطی سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے (شکل 3.3)۔

9 یہاں پیمائش قابل ذکر ہے کہ حکومت آخر ستمبر 2014ء تک اسٹیٹ بینک سے قرض کے لیے آئی ایم ایف کی مقررہ حد کو حاصل نہیں کر سکی تھی۔

10 اس سے حکومت کو پالیسی ریٹس میں کٹوتی سے قبل قلع شرح سود میں کمی کے باوجود پی آئی بی کی نیلامیوں میں 372.7 ارب روپے حاصل کرنے کا موقع ملا۔



جدول 3.3: اجناسی کارروائیوں کے لیے قرعے (جولائی تا دسمبر)

ارب روپے		
م 15ء	م 14ء	
-23.1	-85.3	گندم
-2.0	-3.0	چینی
-0.5	-0.3	کھاد
0.1	0.0	چاول
-25.6	-88.5	کل

ماخذ: بینک دولت پاکستان

اسی وجہ سے ٹی بلز میں دلچسپی کم ہو گئی اور کمرشل بینکوں نے زیر جائزہ مدت کے دوران منعقد ہونے والی تقریباً تمام نیلامیوں میں ہدف سے کم پیشکشیں دیں۔¹¹ خالص لحاظ سے حکومت نے ان نیلامیوں میں 969.7 ارب روپے قبول کیے جو عرصیت مکمل کرنے والی رقوم سے کم تھے (شکل 3.4)۔ تاہم، ٹی بلوں میں بینکوں کی دلچسپی بحال ہو چکی ہے کیونکہ جنوری 2015ء کے زری پالیسی فیصلے کے بعد خط یافت کے ٹی بلز اور پی آئی بی اجزاء کے درمیان بے ربطی ختم ہو گئی ہے (شکل 3.3)۔ پالیسی ریٹ میں کٹوتی کی حکومتی تمسکات کے ثانوی بازار کی یافت کو باسہولت منتقلی خط ہائے یافت سے بھی نمایاں ہے۔ اعداد و شمار سے نشاندہی ہوتی ہے کہ نومبر 2014ء کے پالیسی ریٹ میں کٹوتی کی عکاسی ایم ٹی بیز اور پی آئی بیز کی یافتوں میں ہوتی ہے جن میں بالترتیب 149 اور 158 بی پی ایس کی ہوئی تھی۔¹²

اجناسی کارروائیاں

قرضوں کی موسمی واپسی کا وقت ہونے کی وجہ سے اجناسی کارروائیوں کے قرضوں میں مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران 25.6 ارب روپے کی خالص تخفیف ہوئی۔ تاہم، یہ واپسی گذشتہ برس کی اسی مدت میں ہونے والی خالص کی کے مقابلے میں خاصی کم تھی (جدول 3.3)۔ اجناس کی مالکاری میں مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں کم رقوم واپس کی گئیں۔ اس کا سبب یہ تھا کہ خریداری کرنے والی سرکاری ایجنسیوں کے پاس دستیاب ذخائر کی موجودگی کے باوجود نجی شعبے نے پست عالمی قیمتوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے 0.7 ملین ٹن گندم درآمد کر لی تھی۔ اس لیے یہ ایجنسیاں اپنے ذخائر کو بروقت فروخت نہیں کر سکیں اور کمرشل بینکوں کو قرضوں کی موسمی واپسی سے قاصر رہیں (باب 2)۔ مزید برآں، گذشتہ برس میں واپسی کی بلند سطح کا اہم سبب صوبوں کے خوراک کے محکموں کی جانب سے گندم کی قیمتوں کو مستحکم رکھنے کے لیے اس کے ذخائر کی جارحانہ فروخت تھی، خصوصاً مالی سال 14ء کی دوسری سہ ماہی میں۔

¹¹ مالی سال 15ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران 11,245 ارب روپے کے مجموعی ہدف کے مقابلے میں کمرشل بینکوں نے 1,035.5 ارب روپے کی پیشکش دی۔

¹² یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اگرچہ قلیل مدتی شرح ہائے سود پالیسی ریٹ سے ہم آہنگ تھیں لیکن نرخ میں مزید کٹوتی کی توقع کے باعث طویل مدتی شرح ہائے سود تیزی سے کم ہوئے۔

جدول 3.4: نجی شعبے کو قرضے میں تہیہ لیاں (جولائی تا دسمبر)		
ارب روپے		
م 15ء	م 14ء	
222.3	321.3	نجی شعبے کو قرضہ (زرعی سروے)
		جس میں
-13.0	-13.3	الف) غیر بینک مالی کمپنیوں کو قرضہ
207.6	271.8	ب) نجی شعبے کا کاروبار
		جس میں
84.5	165.4	جاری سرمایہ
36.9	51.4	معیّن سرمایہ کاری
44.6	27.6	برآمدی مالکاری
41.5	27.5	درآمدی مالکاری
11.4	18.1	ج) صارفی مالکاری
		جس میں
4.9	13.0	ذاتی قرضے
7.4	5.6	گاڑیوں کے قرضے
ماخذ: بینک دولت پاکستان		

مجموعی طور پر آخر دسمبر 2014ء تک اجناسی کارروائیوں کے واجب الادا قرضے 466.8 ارب روپے تھے جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں 381.2 ارب روپے تھے۔ مزید تفصیلات سے نشاندہی ہوتی ہے کہ ان قرضوں میں سے تقریباً 50 فیصد کی پشت پر اجناس کے ذخائر ہوتے ہیں جبکہ بقیہ رقم زر اعانت اور فروخت سے آمدنی کے باعث قابل وصولی ہوتی ہے۔ اس سے مالیاتی کارروائیوں کے لیے ناسازگار مضمرات ظاہر ہوتے ہیں۔ خاص طور پر 186.1 ارب روپے کا قابل وصولی زر اعانت حکومت کے لیے مؤخر و اجب ہے اور گندم کے موغودہ اسٹاک کے نو قدر پیمائی نقصانات بھی قلیل مالیاتی وسائل پر بوجھ بن سکتے ہیں۔ جیسا کہ اسٹیٹ بینک کے سالانہ اور سد مایہ جائزوں میں نشاندہی کی جا چکی

ہے، ایسی قابل وصولی رقوم کے بروقت تصفیے سے نہ صرف مالیاتی شفافیت میں بہتری آئے گی بلکہ یہ حکومت کے لیے مؤثر بہ لاگت بھی ہوگی۔

3.4 نجی شعبے کو قرضہ

مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران نجی شعبے کے قرضوں میں 6.0 فیصد کی سال بسال نمو ہوئی جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں 9.6 فیصد تھی۔ اس کی میں طلب و رسد دونوں نے اہم کردار ادا کیا۔ رسد کے لحاظ سے کمرشل بینکوں سے حکومتی قرض گیری اور بینک امانتوں میں کمزور نمو نے زیر جائزہ مدت کے دوران نجی شعبے کے لیے دستیاب فنڈز میں کمی کردی تھی۔ طلب کے لحاظ سے اجناس کی قیمتوں میں اعتدال (خصوصاً کپاس، چاول اور گنا)، توانائی کی مسلسل قلت اور بھرپور منافع آوری نے بینکوں کے قرضے کی طلب کو کم کر دیا تھا۔ تقسیم کے خام اعداد و شمار سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران اوسط تقسیم (867 ارب روپے) مالی سال 14ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں کم رہی۔ (1024 ارب روپے) میں کم رہی۔

نجی کاروبار کی قرض کی طلب

نجی کاروباری اداروں میں قرضوں کے استعمال میں سست روی کا سبب اشیا سازی کے شعبے میں پست طلب تھی کیونکہ زرعی شعبے کی قرض گیری مالی سال 14ء کی پہلی ششماہی کی سطح پر رہی تھی۔ خصوصاً، مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران اشیا سازی کے قرضوں میں 114.6 ارب روپے کی توسیع ہوئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 165.0 ارب روپے کا اضافہ دیکھنے میں آیا تھا (جدول 3.5)۔ بیشتر سست روی غذا، ٹیکسٹائل اور توانائی کے شعبوں میں دیکھی گئی۔

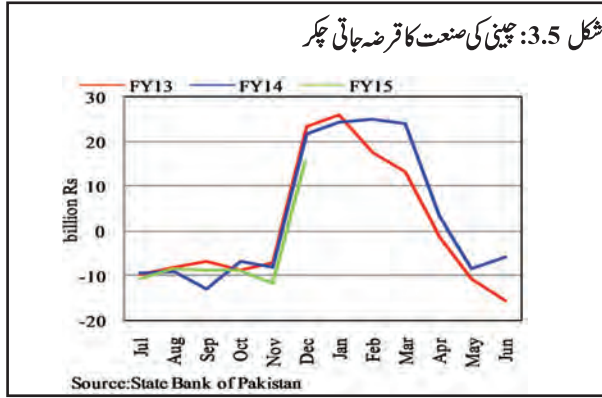
جدول 3.5: نجی کاروباری اداروں کو قرضہ (جولائی تا دسمبر)								
تبدیلیاں ارب روپے میں								
مطلق تبدیلی		جاری سرمایہ		معین سرمایہ کاری		تجارتی مالکاری		
م 14ء	م 15ء	م 14ء	م 15ء	م 14ء	م 15ء	م 14ء	م 15ء	
271.8	207.6	165.4	84.5	51.4	36.9	55.0	86.1	نجی کاروبار
17.1	18.3	13.8	11.1	2.4	7.5	0.9	-0.3	(1) زراعت
165.0	114.6	96.0	27.1	38.5	19.8	30.5	67.7	(2) اشیاء سازی
20.9	15.0	2.3	-17.1	10.8	9.5	7.8	22.6	خوراک و مشروبات
40.8	26.7	30.0	16.3	0.9	2.0	9.8	8.4	چاول
-23.9	-31.2	-28.0	-43.9	6.5	12.2	-2.4	0.5	چینی
3.9	4.7	4.5	-2.9	-0.4	6.2	-0.2	1.4	مشروبات
40.8	26.7	1.2	7.5	0.1	-3.8	39.5	23.0	خوردنی تیل و گھی
1.9	7.2	3.7	4.6	0.1	0.1	-1.9	2.4	جانوروں کا چارہ
100.0	57.7	80.5	34.8	5.6	-1.4	13.9	24.4	ٹیکسٹائل
0.4	4.8	-5.2	3.1	6.4	-0.8	-0.9	2.5	سینٹ
11.9	14.4	-4.8	7.3	10.3	5.7	6.4	1.3	پیٹرولیم مصنوعات
8.2	5.7	6.3	-0.1	2.2	-0.9	-0.3	6.6	بنیادی دھاتیں
31.5	-4.4	22.3	6.5	6.8	-9.5	2.4	-1.4	(3) بجلی
-4.6	10.8	1.2	11.5	-6.6	-0.6	0.8	-0.1	(4) ٹیلی کام
86.4	85.2	49.1	27.4	13.4	27.4	23.9	30.5	(5) دیگر*
* مائی گیری، ہوٹل، ٹرانسپورٹ، تعلیم، کامرس و تجارت، تعمیرات، کان کنی و کوہ کنی، جہاز رانی، ریل، اسٹیٹ، صحت وغیرہ								
ماخذ: بینک دولت پاکستان								

ٹیکسٹائلز: فیکٹریاں کے شعبے کے قرضے مالی سال 14ء کی پہلی ششماہی میں ہونے والے اضافے کے مقابلے میں تقریباً نصف رہے کیونکہ کپاس کی پست قیمتوں اور سوتی دھاگے کی کمزور عالمی طلب نے جاری سرمائے کی ضروریات کو محدود کر دیا تھا۔ مزید برآں، ٹیکسٹائل صنعت نے معین سرمایہ کاری قرضے واپس کیے، جنہیں گزشتہ برس اپنی پیداواری گنجائش میں توسیع اور اسے بہتر بنانے کے لیے لیا گیا تھا تاکہ یورپی یونین میں جی ایس پی پلس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جاسکے۔

خوراک و مشروبات: مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران خوراک و مشروبات کے شعبے کے قرضوں میں 15.0 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 20.9 ارب روپے اضافہ ہوا تھا۔ خوراک گروپ میں اہم سست روی چاول کی پروسسنگ کے قرضوں کے زمرے میں دیکھی گئی۔ چاول کی قیمتوں میں حالیہ کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے امکان تھا کہ جاری سرمائے کے قرضوں کی طلب کمزور رہے گی۔¹³

معمول کے قرضہ جاتی سلسلے کے مطابق مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران چینی کی فرموں نے بینکوں کے قرضے واپس کر دیے (شکل

¹³ منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 15ء میں دھان کی قیمت 1,500 روپے تا 1,600 روپے فی چالیس کلوگرام کے درمیان رہی ہے جبکہ مالی سال 14ء میں یہ 2400 روپے تا 2500 روپے فی چالیس کلوگرام تھی۔



3.5۔¹⁴ تاہم اس موسم میں قرضوں کی واپسی کی سطح بلند تھی کیونکہ قیمتوں کے مسائل نے گنے کی کچل کاری میں تاخیر کر دی تھی (باب 2)¹⁵ اس کے مقابلے میں مشروبات کی فرموں کے قرضوں میں معمولی اضافہ ہوا، خاص طور پر معین سرمایہ کاری قرضوں کے زمرے میں۔ ایک بڑا پیدا کنندہ تین گرین فیلڈ پیداواری پلانٹس کے قیام کے مرحلے سے گزر رہا ہے۔¹⁶

توانائی: مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران بجلی کی انٹرپرائزز نے 4.4 ارب روپے واپس کیے جبکہ مالی سال 14ء کی پہلی ششماہی کے دوران 31.5 ارب روپے کی توسیع ہوئی تھی۔ یہاں اس بات کی یاد دہانی ضروری ہے کہ حکومت نے جون اور جولائی 2013ء میں بجلی کے شعبے کے واجب الادا اور قابل وصولی قرضے چکلتائے تھے۔ اس کے نتیجے میں کچھ نجی پاور پلانٹس نے اپنے آپریشنز شروع کر دیے تھے، جس سے مالی سال 14ء کی پہلی ششماہی کے دوران جاری سرمائے کے قرضوں کی اضافی طلب پیدا ہوئی تھی لیکن مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی میں یہ اثر ناپید تھا۔ مزید برآں، حکومت کی جانب سے ٹریف ڈفرنشل سبسڈیز کے مناسب طور پر تصفیے سے بھی شعبہ توانائی کے سیالیت کے مسائل کو قابو کرنے میں مدد ملی۔

ٹیلی کام: ٹیلی کام ان چند شعبوں میں سے ایک تھا جن میں قرضوں کے استعمال کی سطح گزشتہ برس کے مقابلے میں بلند رہی۔ خصوصاً، مالی سال 14ء کی پہلی ششماہی کے دوران 4.6 ارب روپے کی خالص واپسی کے مقابلے میں مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی میں سیلولر کمپنیوں کے قرضوں میں 10.8 ارب روپے کی توسیع ہوئی تھی۔ اپریل 2014ء میں تھری جی رفرورجی متعارف کرانے کے بعد سے جاری سرمائے کے قرضوں کی طلب میں اضافہ ہوا (شکل 3.6)۔ مزید برآں، اس سے بائیو میٹرک توثیق سے متعلق سیلولر فرموں کی جانب سے آلات کی خریداری کی نشاندہی بھی ہوئی ہے۔

پیٹرولیم: مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران پیٹرولیم کے شعبے کے قرضوں میں 14.4 ارب روپے کی توسیع ہوئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 11.9 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ قرضوں میں اضافے کا اہم سبب روزمرہ پیداواری سرگرمیوں کی مالکاری کے لیے ریفنانسنگ کی سیالیت کی ضروریات تھیں۔¹⁷ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ایجنسیوں کے درمیان قابل وصولی رقوم اور نیفٹھا برآمدت میں تاخیر (عالمی سطح پر

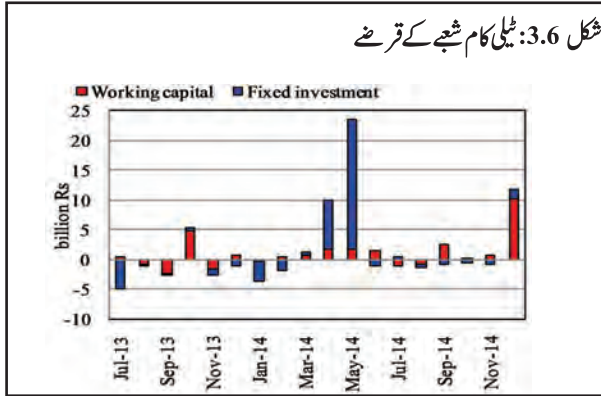
14 چینی کی صنعت کے قرضہ جاتی چکر سے نشاندہی ہوتی ہے کہ بیشتر واپسی سال کی پہلی سہ ماہی میں کی گئی جس کے بعد قرضوں کے استعمال میں اضافہ ہوا کیونکہ گنے کی کچل کاری نومبر کے اوائل میں شروع ہو جاتی ہے۔

15 چینی کی پیداوار کے اعداد و شمار میں طویل مدتی مسئلے کا اثر بالکل نمایاں ہے۔ خصوصاً، چینی کی پیداوار نومبر 2014ء میں 11.6 ہزار ٹن تھی جبکہ اس کے مقابلے میں یہ نومبر 2013ء میں 61.1 ہزار ٹن تھی۔

16 بڑھتی ہوئی طلب اور اس کے نتیجے میں فرموں کی جانب سے پیداواری گنجائش میں اضافے کی وجہ سے مشروبات کا شعبہ گزشتہ تین برسوں سے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران مشروبات کے شعبے میں براہ راست بیرونی سرمایہ کاری 14.2 ملین ڈالر تھی۔

17 جولائی تا دسمبر مالی سال 15ء کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کی پیداوار میں 2.7 فیصد اضافہ ہوا جبکہ اس کے مقابلے میں گزشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 8.3 فیصد بڑھی تھی۔

شکل 3.6: ٹیلی کام شعبے کے قرضے



پست قیمتوں کے باعث ریٹائرمنٹ نے انتظار کرو اور دیکھو کی پالیسی کو اختیار کیا) نے بھی جاری سرمائے کے قرضوں کی طلب پیدا کی۔¹⁸

صارفی مالکاری کی سست روی مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران صارفی مالکاری میں 11.4 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 14ء کی پہلی ششماہی میں 18.1 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ صارفی مالکاری میں ذاتی

قرضوں میں زیر جائزہ مدت کے دوران سست روی دیکھی گئی جبکہ گاڑیوں کے قرضوں میں اضافہ جاری رہا۔ کار مالکاری کے ضوابط میں ترمیم، جس نے بینکوں کو 9 سال پرانی کاروں کی مالکاری کی اجازت دی تھی، اور ٹویٹا کرولا کے نئے ماڈل کی بلند طلب بھی بظاہر اس کے بڑھنے کے اہم عوامل ہیں۔¹⁹ ذاتی قرضوں میں سست روی بنیادی طور پر بلند اساسی اثر کی وجہ سے ہے۔ متعدد بینکوں نے گزشتہ برسوں میں اختراعی قرضہ جاتی مصنوعات متعارف کی ہیں جنہیں خصوصی طور پر درمیانے اور بلند آمدنی گروپوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے تیار کیا گیا تھا۔²⁰

3.5 گرائی

جولائی 2014ء سے تیل کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے کمی کے باعث مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی میں گرائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کم ہو کر 6.1 فیصد پر آ گئی ہے جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں 8.9 فیصد تھی (شکل 3.7)۔ یہ کمی دوسری سہ ماہی میں زیادہ نمایاں تھی جب تیل کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے کمی واقع ہوئی اور حکومت نے اسے مستعدی سے ملکی صارفین کو منتقل کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں، سہ ماہی کے دوران پست گرائی میں کردار ادا کرنے والے عوامل میں دیگر اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی (جیسے کہ کپاس، گندم، خوردنی تیل، چینی وغیرہ)،²¹ جولائی 2013ء تا نومبر 2014ء میں سخت زری پالیسی کے تاخیر سے مرتب ہونے والے اثرات، خوراک کی بہتر رسد اور پاکستانی روپے کی قدر میں اضافہ شامل ہیں۔

خوراک اور توانائی کی گرائی نے دیگر صارفی اشیاء پر بھی اثرات مرتب کیے ہیں جو قوزی گرائی میں تیزی سے کمی سے بھی عیاں ہے، جس کی پیمائش تراشیدہ اوسط سے کی جاتی ہے (جدول 3.6)۔²² قوزی گرائی کا ایک اور پیمانہ غیر غذائی غیر توانائی بھی سہ ماہی کے دوران کم ہوا۔

¹⁸ نیفٹھا کی برآمدات میں جولائی تا دسمبر مالی سال 15ء کے دوران 59.5 فیصد (حقیقی لحاظ سے) کمی واقع ہوئی تھی۔

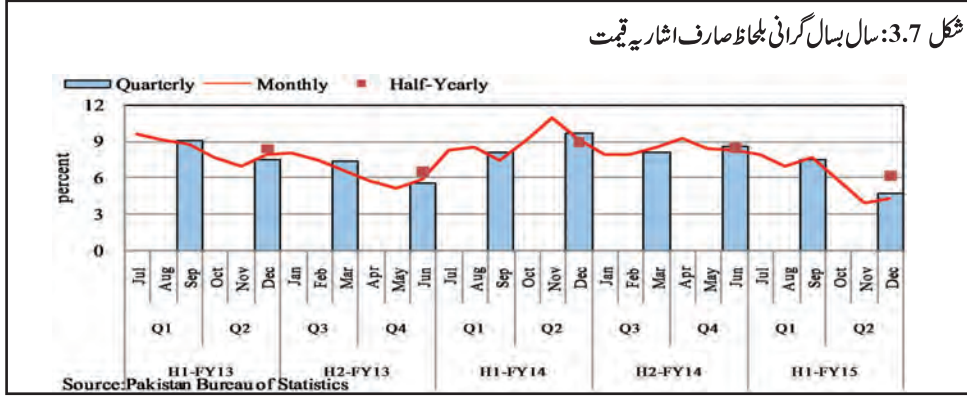
¹⁹ بی پی آر ڈی سرکھ نمبر 07 برائے 2014ء تا ریح 23 جولائی 2014ء جس کے مطابق استعمال شدہ کاروں کی خریداری کی مالکاری کے خواہش مند بینک ڈی ایف آئی استعمال شدہ کاروں کی قدر کا تعین کرنے کے لیے یکساں رہنما خطوط وضع کریں گے۔ بینک ڈی ایف آئی نو سال سے پرانی کاروں کی مالکاری نہیں کریں گے۔

²⁰ سونا برائے نقد، سونے کی اضافہ شدہ اسکیمیں وغیرہ اس کی چند مثالیں ہیں۔

²¹ آئی ایم ایف کے اجناس کی قیمتوں کے اشاریے (مجموعی) میں اکتوبر تا دسمبر 2014ء کے دوران 20 فیصد سے زائد کمی دیکھی گئی۔ اس مدت کے دوران اجناس کے غذائی اشاریے میں 4.8 فیصد کمی واقع ہوئی۔

²² تراشیدہ اوسط قوزی گرائی کو صارف اشاریہ قیمت باسکٹ سے انتہائی متغیر اجزاء کو خارج کر کے اخذ کیا جاتا ہے۔

شکل 3.7: سال بسال گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت



جدول 3.6: گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (فیصد)						
مجموع	غذائی	غیر غذائی	توانائی	قوزی	تراشیدہ	غیر توانائی
مئی 14ء	8.1	9.1	7.3	1.4	8.5	7.8
دوسری سہ ماہی	9.7	10.7	9.0	12.2	8.4	9.0
تیسری سہ ماہی	8.1	8.0	8.2	10.1	7.8	8.2
چوتھی سہ ماہی	8.6	8.2	8.9	10.1	8.6	8.4
مئی 15ء	7.5	6.6	8.2	9.1	8.0	7.3
دوسری سہ ماہی	4.7	3.5	5.5	-2.5	7.1	5.4
پہلی ششماہی 14ء	8.9	9.9	8.2	6.8	8.4	8.4
پہلی ششماہی 15ء	6.1	5.0	6.8	3.0	7.6	6.4

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

اگرچہ اجناس کے تمام گروپوں کی گرانی میں حالیہ مہینوں کے دوران کمی آئی ہے لیکن ٹرانسپورٹ گروپ میں تیزی سے کمی آئی اور مالی سال 15ء کی دوسری سہ ماہی میں 1.8 فیصد قیمتوں کی ارزانی کو ظاہر کرتی ہے جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں گرانی 6.9 فیصد تھی۔ تاہم، ٹرانسپورٹ گروپ میں پیٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں تیزی سے کمی کے مقابلے میں بسوں اور ٹیکسیوں کے کرایوں میں صرف معمولی کمی آئی (شکل 3.8)۔²³

اینڈھن کی ملکی قیمتوں میں کمی کا نتیجہ بھی سرکاری اشاریہ قیمت میں قیمتوں کی ارزانی کی صورت میں برآمد ہوا۔ یہ صارف اشاریہ قیمت کا ایک ذیلی اشاریہ ہے جس میں مالی سال 15ء کی دوسری سہ ماہی میں 0.2 فیصد کمی

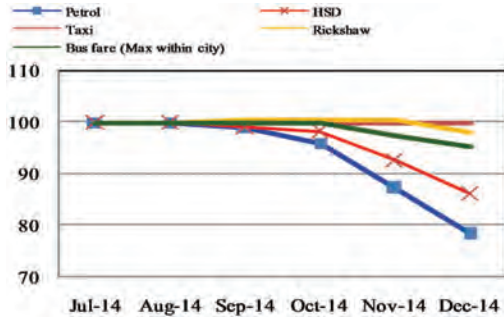
واقع ہوئی جبکہ مالی سال 14ء کی دوسری سہ ماہی میں 11.6 فیصد اضافہ ہوا تھا۔²⁴ اگرچہ اس اشاریہ میں شامل چند اجزاء گزشتہ برس کے مقابلے میں گرانی کی بلند سطح (جیسے بجلی چارجز کے بعض سلیبس، ہی این جی کی قیمتیں، اور موٹر وہیکل ٹیکس) کو ظاہر کر رہے ہیں لیکن ان کے اثرات پیٹرولیم مصنوعات اور گیس سلنڈر کی

23 اگر صوبائی حکومتوں کی جانب سے ضلعی سطح کی پرائس کنٹرول کمیٹیوں کو بسوں کے کرایوں اور دیگر اجزاء کی قیمتوں کے تعین، گرانی اور قواعد پر عملدرآمد کے لیے بروقت فعال کر دیا جاتا تو صارفین کو اینڈھن کی کم قیمتوں کے فوائد اس سے کہیں زیادہ ہو سکتے تھے۔ پرائس کنٹرول اور منافع خوری و ذخیرہ اندوزی کی روک تھام کے ایکٹ 1977ء کے تحت بنیادی اجزاء کی قیمتوں کا انتظام کرنے کے لیے سنگین اور مؤثر انتظامی اقدامات درکار تھے۔

24 سرکاری اشاریہ قیمت اسٹیٹ بینک کا شعبہ تحقیق پاکستان دفتر شماریات کے اجناس و اعداد و شمار کی بنیادوں پر تیار کرتا ہے۔ مجموعی صارف اشاریہ قیمت میں اس کا وزن 12.22 فیصد ہے اور اس میں گندم، چینی، بجلی، گیس سرچارج، مٹی کا تیل، پیٹرول، پیر، ہائی اسپید ڈیزل، ہی این جی، گیس سلنڈر (ایل پی جی)، کارٹیکس (800 سی سی تا 1300 سی سی)، ٹرینوں کے کرائے، پلٹ فارم کٹ، ڈاک لفافہ (ملکی و معدودی عرب)، ٹیلی فون چارجز (مقامی و اندرون شہر)، مٹی وی آئسنس فیس، حکومت کی کالج اور یونیورسٹی کی فیس شامل ہیں۔

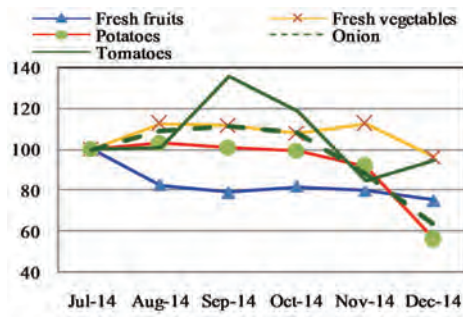
قیمتوں میں نمایاں کٹوتی سے ذہل ہو گئے۔

شکل 3.8: ایندھن کی قیمتیں بمقابلہ ٹرانسپورٹ کے کرائے



مالی سال 15ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران تلف پذیر غذائی اشیاء کی قیمتوں میں مناسب رسد اور فارم سے منڈی تک مال برداری کی لاگت میں ممکنہ بچت کی وجہ سے خاصی کمی دیکھی گئی (شکل 3.9)۔²⁵ مالی سال 15ء کی دوسری سہ ماہی میں تلف پذیر غذائی اشیاء کے مجموعی اشاریے میں 1.9 فیصد کمی آئی جبکہ مالی سال 14ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران اس اشاریے میں 25.5 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا تھا۔

شکل 3.9: تلف پذیر غذائی اشیاء کی قیمتوں میں حرکت پذیری



گرانی کی توقعات

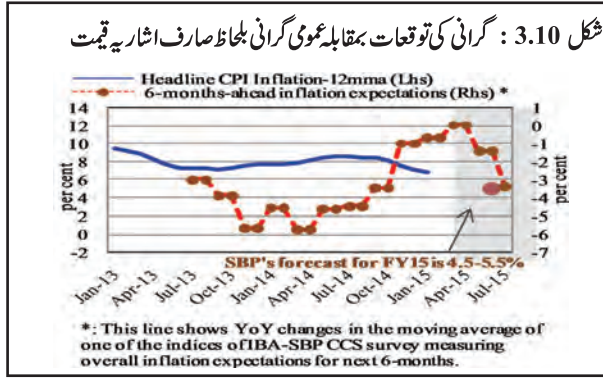
پیٹرولیم مصنوعات اور پاکستانی روپے کی شرح مبادلہ دونوں نے گھرانوں اور کاروباری اداروں کی گرانی کی توقعات کو قابو میں رکھا۔²⁶ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں مسلسل کمی اور مستحکم پاکستانی روپے کے ساتھ ساتھ اجناس کی کمزور عالمی قیمتوں کے پیش نظر توقع ہے کہ آئندہ مہینوں میں گرانی کی سطح پست رہے گی۔

جنوری 2015ء میں سروے پر مبنی گرانی کی توقعات کا اظہار یہ جس کی پیشکش آئی بی اے ایس بی پی اعتماد صارف سروے (سی سی ایس) سے کی جاتی ہے، یہ بھی گرانی کی معتدل توقعات کو ظاہر کر رہا ہے۔ خصوصاً، وسط مدتی گرانی کی توقعات (آئندہ چھ مہینوں کی گرانی) کی پیشکش کرنے والا اشاریہ جسے سروے میں شامل سوالات میں سے کسی ایک سوال سے ناپا جاتا ہے، اس میں بھی نومبر 2015ء اور جنوری 2015ء کے دوران بالترتیب 1.4 اور 3.4 فیصد کی بہتری ریکارڈ کی گئی ہے۔ اسی طرح، گذشتہ چند مہینوں کے دوران گرانی کی توقعات کے متعلق مالی منڈی کے پیمانے میں بھی گذشتہ چند مہینوں کے دوران بہتری آئی ہے، جو وسط نومبر 2014ء سے طویل مدتی شرح ہائے سود (10 سالہ پی آئی بیز) میں 200 بی پی ایس کی کمی سے بھی نمایاں ہے۔²⁷

²⁵ تلف پذیر غذائی اشیاء میں تازہ پھل، آلو، پیاز، نمائرا اور تازہ سبز یاں شامل ہیں۔

²⁶ دیکھیے خصوصی سیکشن 4.1: گرانی کے تعین میں توقعات کا ذریعہ، ڈاکٹر علی چوہدری اور ڈاکٹر مشتاق خان، اسٹیٹ بینک سالانہ جائزہ، مالی سال 13، صفحہ نمبر 68 تا 70۔

²⁷ گرانی کی توقعات کی سروے پر مبنی پیشکش میں جواب دینے والوں سے براہ راست متوقع گرانی کے متعلق پوچھا جاتا ہے، لیکن گرانی کی توقعات کی پیشکش کے لیے مالی بازار کے پیمانے میں خط یافتہ سے گرانی کی وسط تا طویل مدتی توقعات کو اخذ کیا جاتا ہے۔ طویل مدتی حکومتی بانڈز پر بازار کی شرح ہائے سود بانڈز کی میعاد پر متوقع گرانی کی تلافی کے عکاس ہیں، نیز موجودہ صرف کوئٹو کی کرنے اور سیالیت پر بنیم کے صلے کو بھی ظاہر کر رہے ہیں۔



جیسا کہ شکل 3.10 میں دکھایا گیا ہے آئندہ چھ مہینوں کی گرانی کی توقعات (آئی بی اے، ایس بی پی اعتماد صارف سروے کا ایک پیمانہ) عمومی گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کے نمایاں اظہاریوں میں شامل ہے۔ سروے پر مبنی اور بازار پر مبنی کی گرانی کی توقعات کے دونوں پیمانوں میں بہتری کے ساتھ تیل کی ملکی قیمتوں میں کمی کا نتیجہ وسط مدت کے دوران

صارف اشاریہ قیمت گرانی میں پائیدار کمی کی صورت میں برآمد ہوگا۔ تاہم گرانی کب تک پست سطح رہے گی، آئندہ مہینوں میں اس کا انحصار تیل کی عالمی قیمتوں کے رویے پر ہوگا۔ خام تیل کی مستقبلات منڈی کے حالیہ رجحان سے پتہ چلتا ہے کہ تیل کی عالمی قیمتیں پست ترین سطح پر پہنچ چکی ہیں جس کی عکاسی جنوری 2015ء کے آخری ہفتے میں دیکھی جانے والی 6 سال کی پست ترین قیمت 45.2 ڈالر کے مقابلے میں پیشگی سمجھوتے میں 7 ڈالر کے اضافے سے ہوتی ہے۔²⁸ بین الاقوامی توانائی ایجنسی (آئی ای اے) نے پیش گوئی کی ہے کہ تیل کی اوسط قیمتیں 2015ء میں تقریباً 55 ڈالر فی بیرل کے ارد گرد رہیں گی۔ مستقبل کی منڈی کے رجحان سے بھی نشاندہی ہوتی ہے کہ تیل کی اوسط قیمتیں 2017ء تک تقریباً 66 ڈالر فی بیرل کی سطح پر رہیں گی۔

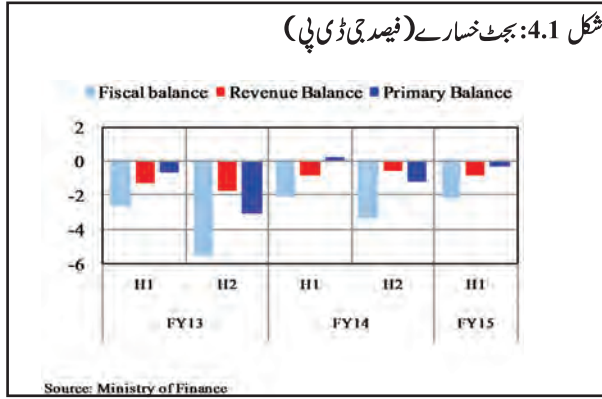
تیل کی پست عالمی قیمتوں کی وسط مدت میں متوقع پائیداری اور توانائی کی قلت میں کچھ بہتری سے رواں مالی سال اور آئندہ سال میں پاکستان کی معاشی نمو کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ آئی بی اے ایس بی پی اعتماد صارف اشاریہ (سی سی آئی) سے بھی آئندہ چھ مہینوں میں بہتر اقتصادی حالات کی نشاندہی ہوتی ہے کیونکہ سی سی آئی نومبر 2014ء کے 137.6 سے بڑھ کر جنوری 2015ء میں 154.6 تک پہنچ گیا جو 12.4 فیصد بہتری کو ظاہر کرتا ہے۔²⁹ معاشی حالات میں عمومی بہتری کے مطابق آئی بی اے ایس بی پی اعتماد صارف سروے میں بھی اس وقت کو پائیدار صارفی اشیا کی خریداری کے لیے اچھا وقت قرار دیا گیا ہے۔

²⁸ تفصیل کے لیے دیکھیے http://quotes.ino.com/exchanges/contracts.html?r=NYMEX_CL

²⁹ اشاریہ کی تخلیق کے بعد سے پی اس کی بلند ترین سطح ہے۔

4 مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

4.1 عمومی جائزہ



مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران بجٹ خسارہ جی ڈی پی کا 2.2 فیصد تھا یعنی گزشتہ برس کی اسی مدت سے تھوڑا سا زیادہ (شکل 4.1)۔ اخراجات میں مالیاتی استحکام کی کچھ کوششیں تو دکھائی دیتی ہیں لیکن محاصل کی وصولی کم ہے۔ ٹیکس کے حوالے سے کئی اقدامات متعارف کرائے جانے کے باوجود جیسے مستثنیات اور رعایات کا خاتمہ، ممکنہ ٹیکس گزاروں کو نوٹس بھیجنا، ود ہولڈنگ ٹیکس کا دائرہ وسیع کرنا اور مختلف

ٹیکسوں کی شرح بڑھانا مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی ٹیکس وصولی (وفاقی و صوبائی) گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں کم رہی (سیکشن 4.2)۔

مصارف کا پہلو دیکھا جائے تو مجموعی اخراجات سال کے پہلے چھ ماہ میں 4.8 فیصد رہے جو پچھلے سال کی اسی مدت کی نمو کے نصف سے بھی کم ہے۔ اخراجات پر قابو پانے میں سودی ادائیگیوں میں کمی اصل عنصر تھا تاہم م س 15ء کی پہلی ششماہی میں غیر سودی اخراجات کی نمو بھی م س 14ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں کم تھی۔¹ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ حکومت نے جاری اخراجات پر قابو پایا ہے جبکہ اسی مدت میں ترقیاتی اخراجات میں 32 فیصد کی بہت بلند نمو دیکھی گئی ہے۔ م س 15ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی طور پر پی ایس ڈی پی اور بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام دونوں کے مجموعی اخراجات میں نمایاں اضافہ ہوا (جدول 4.1)۔

بینکاری نظام پر انحصار کم ہونے سے مالیاتی خسارے کو پورا کرنے کے عمل میں بھی بہتری آئی جبکہ مالکاری کے ملکی، غیر بینک اور بیرونی وسائل میں اضافہ ہوا۔ علی الخصوص صکوک کے اجرا (ایک ارب ڈالر) کے ذریعے بیرونی وسائل کی دستیابی اور بین الاقوامی مالی

1 م س 15ء کی پہلی ششماہی میں سودی ادائیگیاں نکال کر مجموعی اخراجات کی نمو 8.1 فیصد تھی جو گزشتہ سال سے تقریباً 4 فیصدی درجے کم تھی۔

جدول 4.1: مالیاتی کارروائیوں کا خلاصہ					
ارب روپے					
فیصد نمو	اصل		بجٹ م 15ء		
	شش 1، م 14ء	شش 1، م 15ء	شش 1، م 14ء	شش 1، م 15ء	
5.0	13.9	1749.1	1665.6	4,218	الف۔ مجموعی حاصل
12.8	15.5	1361.1	1206.9	3,344	ٹیکس حاصل
-15.4	10.0	388.0	458.7	874	نان ٹیکس حاصل
4.8	10.7	2,320.0	2,213.7	5,640	ب۔ مجموعی اخراجات
5.4	9.6	1,989.0	1887.6	4,420	جاریہ 1
جس میں					
-4.2	8.2	572.7	597.7	1,325	سودی ادائیگیاں
32.0	-10.5	321.4	243.5	1,220	ترقیات
26.7	-15.5	269.4	212.6	1,175	پی ایس ڈی پی
68.3	49.9	52.0	30.9		دیگر (بشمول بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام)
-88.4	1360	9.6	82.7		خالص قرض گاری
		80.9	-8.1		ج۔ شمار پائی اخراجات
		-651.8	-540.0	-1,422	مالیاتی توازن (الف-ب-ج)
مالکاری					
		141.5	-43.5	508	بیرونی ذرائع
		510.4	583.5	914	ملکی ذرائع
		199.1	483.2	228	بینک
		-413.4	443.1	0	اسٹیٹ بینک
		612.5	40.1	228	نمرشل بینک
		296.1	100.3	686	غیر بینک
		15.2		198	نچکاری
فیصد جی ڈی پی					
		-2.2	-2.1	-4.9	مجموعی مالیاتی توازن
		-0.8	-0.9	-0.7	محصولاتی توازن
		-0.3	0.2	-0.3	بنیادی توازن
ماخذ: وزارت خزانہ					

اداروں سے آنے والی رقوم نے حکومت کی مالکاری کی ضروریات کو سہارا فراہم کیا جس کی بے حد ضرورت تھی۔ مزید برآں، معلوم ہوتا ہے کہ 15.2 ارب روپے کی نچکاری آمدنی بھی اس مدت کے دوران بجٹ خسارے کی مالکاری کے لیے استعمال ہوئی۔²

2 تاہم یہ رقم م 15ء کے وفاقی بجٹ میں نچکاری کی مد میں رکھے گئے 198 ارب روپے کے ہدف کے مقابلے میں بہت کم ہے۔

4.2 محاصل

م 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران محاصل کی مجموعی وصولی کی نمو (ٹیکس اور نان ٹیکس دونوں) معتدل یعنی 5.0 فیصد رہی جبکہ پچھلے برس اسی عرصے میں 13.9 فیصد تھی۔ اس نمو کے اندر مذکورہ مدت کے دوران ایف بی آر کی وصولی 13.6 فیصد بڑھی جبکہ گذشتہ سال کی پہلی ششماہی میں 16.0 فیصد بڑھی تھی (جدول 4.2)۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا، حکومت نے ٹیکس وصولی بڑھانے کے لیے وفاقی بجٹ م 15ء میں کئی اقدامات متعارف کرائے جیسے ود ہولڈنگ ٹیکس کا دائرہ بڑھانا، مختلف سودوں پر پیشگی انکم ٹیکس لگانا، سیلز ٹیکس اور ایف ای ڈی کی شرحیں بڑھانا اور ٹیکس شرحوں کے اطلاق میں دائر کنندگان (filers) اور غیر دائر کنندگان کے درمیان امتیاز کرنا۔³ ان اقدامات کے باوجود سال کی پہلی ششماہی کے دوران ایف بی آر ٹیکس محاصل اپنے ششماہی ہدف سے کم رہے۔

جدول 4.2: ایف بی آر ٹیکس وصولی					
ارب روپے					
بجٹ م 15ء		اصل		فیصد نمو	
شش 1، م 14ء	شش 1، م 15ء	شش 1، م 14ء	شش 1، م 15ء	شش 1، م 14ء	شش 1، م 15ء
1,149	382	458.9	15.3	20.1	15ء
1,661	649.5	713	17.9	9.8	14ء
284	110.1	135.3	2.0	22.9	15ء
1,206	481.7	513.8	22.8	6.7	14ء
171	57.7	63.9	11.6	10.7	15ء
2,810	1031.5	1171.9	16.0	13.6	15ء

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں کمی اور اس کے نتیجے میں ایندھن کی ملکی خوردہ قیمتوں کے گھٹنے سے ٹیکس محاصل پر منفی اثر پڑا لیکن محاصل میں مجموعی کمی صرف اس عامل سے منسوب نہیں کی جاسکتی۔⁴ ٹیکس بندوبست کی کارکردگی، دستاویزیت کا فقدان اور مسلسل ٹیکس رساؤ ٹیکس وصولی کو متاثر کرتے رہے۔ ماضی کے رواج کے مطابق ایف بی آر کا ٹیکس وصولی کا اس سال کا ہدف کم کر کے 2691 ارب روپے کر دیا گیا ہے جبکہ اصل ہدف 2810 ارب روپے تھا۔ اس نظر ثانی شدہ ہدف کے لیے بھی سال کی دوسری ششماہی میں ٹیکس وصولی 24.2 فیصد بڑھنا ضروری ہے جو پچھلے پانچ برسوں کی دوسری ششماہی میں ٹیکس وصولی کی اوسط نمو سے خاصی زیادہ ہے۔⁵

حال میں حکومت نے محاصل بڑھانے کے لیے اضافی ٹیکس اقدامات متعارف کرائے ہیں جن میں مندرجہ ذیل شامل ہیں: (i) پٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس کی شرح 17 فیصد سے بڑھا کر 27 فیصد کرنا، (ii) 300 سے زائد ایشیا کی درآمد پر ریگولیٹری ڈیوٹی کا نفاذ، (iii) تیس

3 نئے ٹیکس اقدامات کی تفصیل کے لیے دیکھیے بینک دولت پاکستان کی پہلی سہ ماہی رپورٹ مالی سال 15ء۔

4 ہمارے تخمینوں کے مطابق پورے سال کے لیے تیل کی کم قیمتوں کا اثر 100 ارب روپے کے قریب ہوگا (جو پٹرولیم مصنوعات کی صارفین میں طلب کے لحاظ سے کم زیادہ ہو سکتا ہے)۔ دوسری سہ ماہی کے دوران، جب ایندھن کی قیمتیں گرتا شروع ہوئیں، تیل کے نرخوں کی بنا پر تخمینہ شدہ 15 ارب روپے سے زیادہ تھی۔ تاہم م 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران ایف بی آر ٹیکس کی وصولی میں کمی لگ بھگ 170 ارب روپے تھی۔

5 گذشتہ پانچ برسوں کی دوسری ششماہیوں کے دوران ٹیکس وصولی میں اوسط سال بسال نمو 15.3 فیصد تھی۔ اگر ایک غیر معمولی سال یعنی م 13ء کو نکال دیں (جب موصوف 1.5 فیصد تھی) تو اوسط 18.7 فیصد بن جاتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ م 15ء کی دوسری ششماہی میں ایف بی آر کے پاس 24.2 فیصد نمو حاصل کرنی ہوگی جو شکل ہدف ہے۔

جدول 4.3: نان ٹیکس حاصل			
ارب روپے			
پہلی ششماہی میں اصل		بجٹ م 15ء	
م 15ء	م 14ء		
4.1	58.4	26	مارک اپ (پی ایس ایز اور دیگر)
39.5	28.3	82	منافع منقسمہ
137.5	145.0	270	اسٹیٹ بینک منافع
80.2	38.2	140	دفاع (بشمول اتحادی سپورٹ فنڈ)
40.9	36.8	81	گیس اور آئل رائلٹی
7.2	7.3	20	پاسپورٹ اور ویزا فیس
5.4	8.3	20	خام تیل پر رکھا گیا ڈسکاؤنٹ
8.7	8.0	17	خام تیل پر وڈ فال لیوی
20.6	12.3	35	بیرونی گرانٹس
43.8	67.7	125	دیگر وفاقی
--	67.6	--	جس میں یو ایس ایف
24.6	25.4	58	صوبائی
387.9	458.7	874	مجموعی غیر ٹیکس حاصل
ماخذ: وزارت خزانہ			

لاکھ سے زائد کی غیر منقولہ جائیداد رجسٹر کراتے وقت غیر دائر کنندگان پر 2 فیصد ود ہولڈنگ ٹیکس کا نفاذ، اور (iv) مختلف اشیا بشمول لوہا، لوہے کی کچدھات، یوریا، دالیں، جہاز شکنی وغیرہ کی اشیا اور خدمات کے ضمن میں غیر دائر کنندگان پر ود ہولڈنگ ٹیکس کا نفاذ۔ ان اقدامات سے ٹیکس وصولی کسی حد تک بڑھ سکتی ہے مگر ساختی مسائل حل کرنے کے لیے وسیع البنیاد ٹیکس اصلاحات پروگرام پھر بھی درکار ہے۔⁶

یہ حوصلہ افزا امر ہے کہ ود ہولڈنگ ٹیکس کی کوریج میں اضافے کی وجہ سے م 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران براہ راست ٹیکس 20.1 فیصد بڑھ گئے۔ افراد کے دائر کردہ ٹیکس گوشواروں کی تعداد میں بھی کچھ بہتری (8 فیصد نمو) دکھائی دی گوکہ

کمپنیوں کے دائر کردہ گوشواروں کی نمونہ صرف 1.2 فیصد رہی۔ مزید یہ کہ ایف بی آر نے ممکنہ ٹیکس گزاروں کی جانب سے زمین کی خریداری، بیمہ پالیسیوں کے اعداد و شمار نیز موٹر رجسٹریشن اور بین الاقوامی سفر کی تفصیلات سے متعلق اکٹھا کر کے ٹیکس اساس وسیع کرنے اور ٹیکس پر عملدرآمد مضبوط بنانے کے لیے کوششیں کی ہیں۔ ایف بی آر نے لگ بھگ 154000 ممکنہ ٹیکس گزاروں کو نوٹس بھی جاری کیے ہیں جس کے نتیجے میں 30000 سے زائد نئے ٹیکس گزاروں نے رجسٹریشن کرائی ہے اور ٹیکس گوشوارے جمع کرائے ہیں۔

توقع کے مطابق م 14ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں م 15ء کی پہلی ششماہی میں نان ٹیکس حاصل کم تھے جس کی بڑی وجہ یکبارگی رقوم (جیسے یو ایس ایف اور پی ایس ایز کے قرضوں پر مارک اپ) کی عدم موجودگی تھی جو پچھلے سال دستیاب رہی تھیں۔ سال کی پہلی ششماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے منافع سے منتقلی بھی گزشتہ سال کی اسی مدت کی نسبت کم تھی گوکہ یہ سال کے مقررہ ہدف کے مطابق تھی (جدول 4.3)۔ تاہم اتحادی سپورٹ فنڈ کی وصولی (735 ملین ڈالر) سے نان ٹیکس حاصل کو فائدہ ہوا۔

4.3 اخراجات

م 15ء کی پہلی ششماہی میں وفاقی و صوبائی حکومتوں کے مجموعی اخراجات صرف 4.8 فیصد بڑھے جبکہ پچھلے برس کے اسی عرصے میں 10.7 فیصد کا اضافہ ہوا تھا جس کی بڑی وجہ کم سودی ادائیگیاں اور خالص قرض گاری تھی۔ سال کی پہلی سہ ماہی کے برخلاف جب پی آئی بیز پر چھ ماہی کو پین

⁶ حکومت نے ایک ٹیکس اصلاحات کمیشن قائم کیا ہے جو اپنی سفارشات تیار کر رہا ہے۔

مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

جدول 4.4: مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی میں مالیاتی اخراجات کا تجزیہ				
ارب روپے				
نمو		مطلق		
م 15ء	م 14ء	م 15ء	م 14ء	
5.4	9.6	1989.0	1,887.6	جاریہ اخراجات
2.4	7.9	1,385.7	1,352.8	وفاقی
جس میں				
-4.2	8.2	572.7	597.7	سودی ادائیگی
11.6	15.1	329.6	295.3	دفاع
12.9	15.6	43.8	38.7	نظم عامہ اور تحفظ
4.4	2.6	439.6	421.1	دیگر
12.8	14.2	603.3	534.7	صوبائی
32.0	-10.5	321.4	243.5	ترقیاتی اخراجات
26.7	-15.5	269.4	212.6	پی ایس ڈی پی
5.8	-8.1	125.5	118.6	وفاقی
53.2	-23.3	143.9	94.0	صوبائی
68.3	49.9	52.0	30.9	دیگر (بشمول بے نظیر انکم سپورٹ)
--	--	9.6	82.7	خالص قرض گاری
4.8	10.7	2,320.0	2,213.7	مجموعی
ماخذ: وزارت خزانہ				

ادائیگیوں کی بنا پر ملکی سودی ادائیگیاں تیزی سے بڑھی تھیں، دوسری سہ ماہی میں سودی ادائیگیوں میں منفی نمودیکھنے میں آئی (جدول 4.4)۔⁷

حکومت کے ملکی قرضے کے خاکہ عرصیت میں تبدیلی سے سودی ادائیگیوں کا سہ ماہی انداز کسی حد تک تبدیل ہو گیا ہے (یعنی پہلی اور تیسری سہ ماہی میں زیادہ رقوم واجب الادا ہو رہی ہیں)، تاہم مجموعی ملکی سودی ادائیگیاں قابو میں رہیں جس کی وجہ پرست شرح سود نیز ملکی قرضوں کا کم حجم تھا۔ دوسری طرف میزانیہ مالکاری میں بیرونی وسائل کا حصہ بڑھنے سے بیرونی سودی ادائیگیوں میں اضافہ ہو گیا۔ م 15ء کی پہلی ششماہی میں بیرونی سودی ادائیگیاں 25.6 فیصد تھیں جبکہ م 14ء کی پہلی ششماہی میں منفی 14.0 فیصد رہی تھیں۔

م 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران جاریہ اخراجات میں 5.4 فیصد کی نمو دیکھنے میں آئی جو پچھلے سال سے خاصی کم تھی۔ جاریہ اخراجات میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں دونوں نے کفایت شعاری کا مظاہرہ کیا۔ اگر سودی ادائیگیاں خارج کردی جائیں تب بھی جاریہ اخراجات میں نمواس مدت کے دوران 9.8 فیصد تھی جبکہ گزشتہ برس 10.3 فیصد رہی تھی۔

تاہم سال کی پہلی ششماہی میں ترقیاتی اخراجات تیزی سے بڑھے جو حوصلہ افزا امر ہے۔ خاص طور پر سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگراموں میں صوبائی اخراجات میں م 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران 53.2 فیصد کا خطرہ اضافہ ہوا جبکہ پچھلے سال کی پہلی ششماہی میں منفی نمو (23.3 فیصد) ہوئی تھی۔ وفاقی حکومت کے پی ایس ڈی پی میں بھی اضافہ ہوا تاہم بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام جیسی دیگر مددوں میں اس کے اخراجات میں زبردست نمودیکھی گئی۔⁸

⁷ تاہم تیسری سہ ماہی کے دوران چھ ماہی کو پین کی ادائیگی کے ساتھ پھر اضافہ ہو سکتا ہے۔

⁸ م 15ء کی پہلی ششماہی میں بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت 4.83 ملین مستحقین (خاندان) میں 43 ارب روپے تقسیم کیے گئے۔ رواں مالی سال کے خاتمے تک حکومت 50 لاکھ سے زائد مستحقین تک امداد پہنچانا چاہتی ہے۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کا پورے سال کا ہدف 197.2 ارب روپے ہے۔

4.4 صوبائی مالیاتی کارروائیاں

م س 15ء کی پہلی ششماہی کے آخر تک مجموعی صوبائی فاضل 143.3 ارب روپے تک پہنچ گیا جو پورے سال کے ہدف (یعنی 289 ارب روپے) کا تقریباً نصف ہے۔ یہ فاضل گذشتہ سال کی پہلی ششماہی کے فاضل سے 13.0 فیصد کم تھا۔ صوبائی فاضل میں کمی کی بڑی وجہ اخراجات میں اضافہ تھا۔ م س 15ء کی پہلی ششماہی میں کل اخراجات (تمام صوبوں کے ملا کر) کی نمو 18.6 فیصد تھی جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 6.1 فیصد تھی۔ مجموعی اخراجات (وفاقی نیز صوبائی) میں صوبوں کا حصہ اس مدت میں 32.5 فیصد تھا جبکہ گذشتہ برس 28.7 فیصد رہا تھا جبکہ کل محاصل میں ان کا حصہ (بشمول وفاقی منتقلیاں) تقریباً یکساں رہا۔ کل اخراجات میں اضافہ بنیادی طور پر ترقیاتی اخراجات کی بلند نمو کی وجہ سے ہوا جبکہ جاری اخراجات محاصل کی مناسبت سے بڑھے۔

محاصل میں صوبوں کا زیادہ تر وفاقی منتقلیوں پر انحصار رہا جبکہ ان کی اپنی کوششیں ٹیکس وصولی میں معمولی اضافے کا باعث بنیں۔ خاص طور پر پنجاب اپنی محاصل پیدا کرنے کی کوششوں کو آگے نہ بڑھا سکا۔ حقیقت یہ ہے کہ جائیداد ٹیکس، موٹر وہیکل ٹیکس اور دیگر محصولات (بشمول خدمات پر جی ایس ٹی) میں م س 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران سال بسال کمی دیکھی گئی، صرف اسٹیپ ڈیوٹی میں اس مدت کے دوران نمو ہوئی۔ تاہم قابل تقسیم پول سے سب سے زیادہ منتقلیاں پنجاب کو ہوئیں نیز وفاقی قرضے اور گرانٹس بھی سب سے زیادہ اسی کو ملیں جس کی مدد سے وہ بجٹ کا بلند فاضل دکھانے میں کامیاب رہا حالانکہ ترقیاتی منصوبوں پر بھاری اخراجات کیے گئے (جدول 4.5)۔

جدول 4.5: پہلی ششماہی کے دوران صوبائی مالیاتی کارروائیاں										
ارب روپے										
پنجاب		سندھ		خیبر پختونخوا		بلوچستان		تمام صوبے		
م س 14ء	م س 15ء	م س 14ء	م س 15ء	م س 14ء	م س 15ء	م س 14ء	م س 15ء	م س 14ء	م س 15ء	
349.6	412.5	230.7	249.8	132.5	141.4	87.2	93.2	800.1	897.0	الف۔ مجموعی محاصل
286.5	336.0	179.2	189.7	106.8	118.9	74.0	79.1	646.5	723.7	وفاقی محاصل میں حصہ
45.0	46.0	36.0	42.3	5.7	5.5	0.9	1.2	87.6	95.0	ٹیکس
14.2	10.8	2.0	3.0	6.5	9.4	2.7	1.4	25.4	24.6	نان ٹیکس
3.9	19.7	13.5	14.9	13.5	7.5	9.7	11.5	40.6	53.6	وفاقی قرضے اور منتقلیاں
295.7	351.4	186.7	208.5	99.7	125.5	53.2	68.3	635.4	753.6	ب۔ مجموعی اخراجات
258.4	274.5	149.3	170.6	85.2	104.8	48.5	59.8	541.4	609.8	جاریہ
37.3	76.9	37.4	37.9	14.5	20.6	4.7	8.5	94.0	143.9	ترقیاتی
53.9	61.1	44.0	41.4	32.8	15.9	34.0	24.9	164.7	143.3	مجموعی توازن (الف-ب)
ماخذ: وزارت خزانہ										

پنجاب نے سڑکوں کی تعمیر اور دیگر شہری ترقیاتی پروگراموں (بشمول راولپنڈی اسلام آباد میٹروپس پراجیکٹ، جس کے لیے پنجاب بجٹ 2014-15ء میں 10.7 ارب روپے رکھے گئے ہیں) کے لیے خاصے وسائل مختص کیے۔ پنجاب نے صحت اور تعلیم کے شعبوں پر اخراجات میں بھی اضافہ کر دیا۔ دوسری طرف صوبہ سندھ کے ترقیاتی اخراجات تقریباً م س 14ء کی پہلی ششماہی کی سطح پر رہے جبکہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان نے بھی اپنے ترقیاتی اخراجات بڑھا دیے۔

مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

محاصل کا تذکرہ پھر کرتے ہیں۔ صوبوں کی اپنی محاصل کی پیداوار ان کے مجموعی محاصل کا لگ بھگ 10 فیصد ہے حالانکہ وہ جی ڈی پی کے ایک بڑے حصے یعنی خدمات (جو جی ڈی پی کا 50 فیصد سے زائد ہے) اور زرعی آمدنی (جی ڈی پی کا 25 فیصد) پر ٹیکس لگانے کا اختیار رکھتے ہیں۔ صوبوں کو محاصل کی پیداوار بڑھانے کے لیے استعداد پیدا کرنی ہوگی اور ادارہ جاتی اصلاحات کرنی ہوں گی۔ فی الوقت مختلف شعبوں سے ٹیکس وصولی کے لیے مختلف صوبائی محکموں کو ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔ تاہم ان کی کارکردگی کی سطحیں مختلف ہیں، ان میں سب سے کارگرو قانم شدہ صوبائی ریونیو اتھارٹیز ہیں جو خدمات پر سیلز ٹیکس کے لیے بنائی گئی ہیں جو اپنے طریقہ کار میں اطلاعی ٹیکنالوجی کو استعمال کر رہی ہیں۔

4.5 سرکاری قرضہ

میں 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان کا سرکاری قرضہ 565.3 ارب روپے بڑھ کر آخر دسمبر 2014ء میں 170 کھرب روپے تک پہنچ گیا (جدول 4.6)۔ سرکاری قرضے میں یہ اضافہ پچھلے برس کی اسی مدت کے اضافے کا تقریباً نصف تھا۔ اگرچہ گزشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں میں 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملکی قرضے میں خاصا کم اضافہ ہوا تاہم اس مدت میں بیرونی قرضے کی خالص واپسی ہوئی جسے دیگر اہم کرنسیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر میں اضافے کی بنا پر نو قدر پیمائی کے بھاری فوائد سے تقویت حاصل ہوئی۔

تاہم قرضہ جمع ہونے کے عمل میں سستی کے باوجود پاکستان کا سرکاری قرضہ ابھی تک ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں کی اوسط سطح سے خاصا زیادہ ہے۔⁹

ملکی قرضہ

پچھلے سال کی اسی مدت کے 717 ارب روپے کے مقابلے میں میں 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملکی قرضہ 603.2 ارب روپے بڑھ گیا۔

جدول 4.6: پاکستان کے سرکاری قرضے کا خاکہ					
ارب روپے					
بہاؤ			اسٹاک		
میں 15ء		پہلی ششماہی	اسٹاک		
پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	میں 15ء	میں 14ء	دسمبر 14ء	جون 14ء
331.3	234.0	565.3	1,039.9	17,010.5	16,445.2
412.0	191.3	603.2	717.0	11,631.5	11,028.3
-80.7	42.8	-37.9	322.9	5,379.0	5,417.0
-128.0	33.8	-94.1	326.8	4,700.2	4,794.3
58.3	1.7	60.0	-55.4	358.4	298.4
-11.1	7.2	-3.8	51.5	320.4	324.2
ماخذ: بینک دولت پاکستان					

9 ورلڈ اکنامک آؤٹ لک کے اعداد و شمار کے مطابق ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں عمومی حکومت کا مجموعی قرضہ بطور فیصد جی ڈی پی 40.1 فیصد تھا جبکہ پاکستان کے لیے یہی تناسب میں 14ء میں 63.7 فیصد تھا۔

جدول 4.7: ملکی قرضہ				
ارب روپے				
پہلی ششماہی	اسٹاک	پہلی ششماہی	اسٹاک	پہلی ششماہی
میں 15ء	جون 14ء	میں 14ء	جون 13ء	میں 15ء
64.7	1,747.4	39.7	2,920.2	ٹی بی (نیلامیاں)
-331.0	2,852.3	548.4	2,275.2	ٹی بی (اسٹیٹ بینک)
587.4	3,222.0	57.9	1,321.6	پی آئی بی
167.6	2,156.2	32.3	2,006.3	قومی بچت اسکیمیں
114.6	1,050.5	38.8	1,098.3	دیگر
603.2	11,028.3	717.0	9,621.5	مجموعی ملکی قرضہ

بین الاقوامی بازار قرض کو استعمال کرنے کے حکومتی فیصلے، کثیر جہتی رقوم کی بحالی اور دوطرفہ انتظامات فنڈنگ کے ملکی وسائل پر دباؤ کم ہوا۔

رقم ہونے کے علاوہ ملکی قرضے کی ہیئت ترکیبی بھی تبدیل ہو گئی۔ علی الخصوص مستقل قرضے کا حصہ (نوعیت کے اعتبار سے وسط تا طویل مدتی) آخر دسمبر 2014ء تک بڑھ کر 39.7 فیصد ہو گیا جبکہ سال کے آغاز پر 36.3 فیصد تھا۔ یہ اضافہ حکومت کی اپنے قرضے کا خاکہ عرصیت طویل کرنے کی کوششوں اور پی آئی بی نیلامیوں میں کمرشل بینکوں کی بھرپور شرکت دونوں سے منسوب کیا گیا۔ اس تناظر میں مندرجہ ذیل نکات قابل ذکر ہیں:

جدول 4.8: پی آئی بی کی نیلامیوں کا خاکہ (عرفی قیمت)				
ارب روپے				
ہدف	پیش کش (حمام)	قبول کردہ (مسابقتی)	قبول کردہ (حمام)	جولائی
100	82.1	58.22	63.33	اگست
100	93.8	86.8	89.82	ستمبر
100	207.6	157	160.43	پہلی سہ ماہی میں 15ء
300	383.5	302.02	313.58	اکتوبر
50	338.7	50.3	57.27	نومبر
50	157.8	141.7	144.72	دسمبر
50	336.4	148.3	152.27	دوسری سہ ماہی میں 15ء
150	832.9	340.3	353.81	ماخذ: بینک دولت پاکستان

• تین سالہ پی آئی بی اور 12 ماہ کے ٹی بلز کے درمیان غیر معمولی طور پر بلند میعاد پر یکم اور شرح سود میں کمی کی توقع نے کمرشل بینکوں کو اپنی رقوم بلند یافت کے حامل پی آئی بی میں رکھنے کی ترغیب دی۔ کمرشل بینکوں نے م س 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران منعقد ہونے والی چھ پی آئی بی نیلامیوں میں 1216.4 ارب روپے کی پیشکش کی جبکہ مجموعی ہدف 450 ارب روپے تھا: یعنی ہدف سے

2.7 گنا زیادہ (جدول 4.8)۔¹⁰

• م س 15ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران کمرشل بینکوں نے ٹی بلز نیلامیوں میں 1245.0 ارب روپے کے ہدف کے مقابلے میں 1035.5 ارب روپے کی پیشکش کی۔ حکومت نے ان نیلامیوں میں 969.7 ارب روپے (مسابقتی بولیاں) قبول کیے جو زیر جائزہ مدت کے دوران عرصیت پوری کرنے والی رقم 978.9 ارب روپے سے کم ہے (جدول 4.9)۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کمرشل بینک ٹی بلز میں سرمایہ کاری کی طرف زیادہ مائل نہ تھے۔

¹⁰ تاہم نومبر 2014ء میں زری پالیسی میں تبدیلی کے بعد دسمبر 2014ء میں میعاد پر یکم کم ہو گیا۔

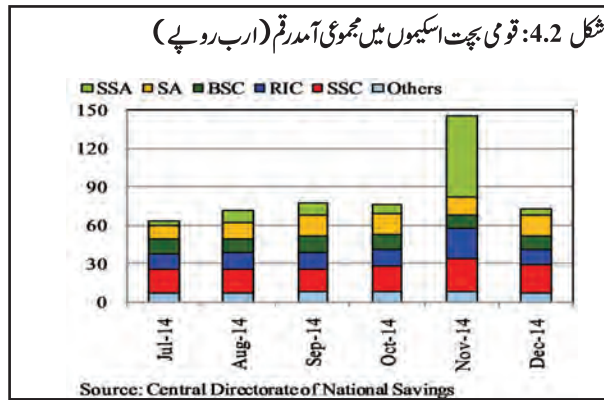
مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

جدول 4.9: ٹی بل نیلامیوں کا خاکہ (عرفی قیمت)				
ارب روپے				
مسابقتی پالیسیاں				
قبول کردہ	پیش کش	میعاد	ہدف	
253.6	254.6	190.1	225	جولائی
163.1	163.4	180.4	225	اگست
200.6	201.6	259.6	250	ستمبر
617.3	619.6	630.1	700	پہلی سہ ماہی مئی 15ء
349.3	351.7	482.7	550	اکتوبر
498.8	504.5	399	520	نومبر
121.6	179.3	97.1	175	دسمبر
969.7	1,035.5	978.9	1,245	دوسری سہ ماہی مئی 15ء

ماخذ: بینک دولت پاکستان

ان حالات سے نہ صرف ملکی قرضے کا خاکہ عرصیت بہتر بنانے بلکہ حکومتی قرض گیری کو اسٹیٹ بینک سے ہٹانے میں بھی مدد ملی۔ قرضے کے خاکہ عرصیت میں بہتری سے از سر نو تعین نرخ اور اجرائے ثانی کے خطرات کم کرنے میں مدد ملے گی۔ تاہم متوسط سے طویل مدت میں اس تبدیلی کے فوائد خصوصاً شرح سود میں کمی سے پہلے، واپسی قرض کی لاگت میں اضافے کی وجہ سے زائل ہو جائیں گے۔

غیر بینک قرض گیری تیزی سے بڑھ گئی مئی 15ء کی پہلی ششماہی میں شعبہ بینکاری سے قرض کے برخلاف غیر بینک شعبے سے ملکی قرض میں تیزی سے اضافہ ہوا خاص طور پر قومی بچت اسکیموں کے ذریعے۔ اس مدت کے دوران قومی بچت اسکیموں میں خالص وصولیوں میں 7.8 فیصد نمو درج کی گئی جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 1.6 فیصد نمو ہوئی تھی۔ نومبر 2014ء میں قومی بچت اسکیموں کی نمو کو اکاسٹیل سیونگ اکاؤنٹ سے سب سے زیادہ سہارا ملا جس میں 63.7 ارب



روپے آئے (شکل 4.2)۔ دیگر عوامل کے علاوہ یہ نمایاں اضافہ جو نومبر 2014ء میں پالیسی ریٹ گھٹنے اور پی آئی بی یافتوں میں کمی کے بعد شرح منافع میں ممکنہ کمی کی توقع پر ادارہ جاتی سرمایہ کاری کی عکاسی کرتا ہے۔¹¹

بیرونی قرضہ و واجبات

سال کی پہلی ششماہی کے دوران آخر دسمبر 2014ء تک پاکستان کے سرکاری بیرونی قرضہ و واجبات میں 1.3 ارب ڈالر کی خالص کمی دیکھی گئی (جدول 4.10)۔ سہ ماہی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کمی تمام سال کی پہلی سہ ماہی میں مرکوز تھی جبکہ دوسری سہ ماہی میں اضافہ دیکھا گیا۔ اگرچہ حکومت کو آئی ایم ایف، بین الاقوامی بازار قرض اور دیگر ذرائع سے زیر جائزہ مدت کے دوران بیرونی رقم موصول ہوئیں تاہم ان رقم کا اثراء کم کرنسیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر میں اضافے کی بنا پر ہونے والے نو قدر پیمانی کے 13.1 ارب ڈالر کے فوائد سے زائل ہو گیا۔

11 نومبر 2014ء میں پالیسی ریٹ میں 50 بی پی ایس کی کٹوتی کے بعد حکومت نے دسمبر 2014ء میں قومی بچت اسکیموں پر نفع کی شرح کم کر دی۔

جدول 4.10: بیرونی قرضہ						
ملین ڈالر						
میں 15ء پہاؤ			اسٹاک جون 14ء	پہاؤ، سشش 1، میں 14ء	اسٹاک جون 13ء	
پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی				
-1,278.0	357.2	-1,635.3	54,822.7	-112.0	50,989.1	سرکاری قرضہ و واجبات
-1,734.0	-247.7	-1,486.3	48,521.1	390.6	43,496.1	حکومتی قرض
547.8	644.6	-96.8	3,020.2	-797.0	4,387.0	آئی ایم ایف سے
-91.9	-39.7	-52.2	3,281.4	294.0	3,106.0	زرمبادلہ کے واجبات
ماخذ: بینک دولت پاکستان						

بیرونی رقوم کی آمد کے اہم ذرائع آئی ایم ایف (1.1 ارب ڈالر) اور عالمی منڈی میں جاری کردہ سکو (ایک ارب ڈالر) تھے تاہم میں 15ء کی پہلی سہ ماہی میں دیگر قرض دینے والوں سے ملنے والی رقوم یہ تھیں : چین سے 457.6 ملین ڈالر بیشتر بجلی کے منصوبوں کے لیے،¹² سماجی تحفظ کی ترقی کے لیے ایشیائی ترقیاتی بینک سے 86.3 ملین ڈالر، سیلاب سے تباہی کے بعد تعمیر نو کے منصوبے کے لیے ایشیائی ترقیاتی بینک سے 70.7 ملین ڈالر اور مرابحہ کے تحت اسلامی ترقیاتی بینک سے 793.8 ملین ڈالر کا قلیل مدتی قرض۔

¹² مجموعی قسیم کردہ رقم میں سے 242.8 ملین ڈالر جی سی ایل کراچی نیوکلیئر پاور کے ٹور کے تھری پراجیکٹ کے لیے اور 74.5 ملین ڈالر نیلم جہلم ہائیڈرو پاور پراجیکٹ کے لیے تھے۔

5 بیرونی شعبہ

جدول 5.1: بیرونی شعبے کے اظہارِ یہ						
ملین امریکی ڈالر، پاکستانی روپے کا رجحان فیصد میں (+/-) قدر میں اضافہ / کمی						
پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی
م 14ء	م 15ء	م 14ء	م 15ء	م 14ء	م 15ء	م 14ء
پاکستانی روپے کا رجحان	-6.0	-3.7	0.7	2.1	-5.4	-1.7
اسٹیٹ بینک کے ذخائر (تبدیلی)	-1,315	-154	-1,214	1,570	-2,529	1,416
مجموعی ذخائر						
(تبدیلی)	-1,203	-630	-1,503	1,757	-2,706	1,127
جاری حسابات کا توازن	-1,315	-1,647	-688	-770	-2,003	-2,417
پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	240	153	206	371	446	524
آئی ایم ایف کے قرضے، خالص	-308	36	-583	718	-891	754
دیگر قرضے خالص	-110	455	33	37	-77	492
ماخذ: بینک دولت پاکستان						

پہلی مشکل سہ ماہی کے بعد م 15ء کی دوسری سہ ماہی پاکستان کے بیرونی شعبے کے لیے کافی آسان تھی (جدول 5.1)۔ ایک طرف تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی نے ملک کا درآمدی بل کم کر دیا اور دوسری طرف آئی ایم ایف کی جانب سے اسی ایف ایف کے تحت پانچویں کامیاب جائزے کے بعد رقوم موصول ہوئیں۔ اس دوران حکومت بین الاقوامی بازار میں صکوک کے اجرا کے ذریعے ایک ارب ڈالر حاصل کرنے میں کامیاب رہی۔

نتیجتاً اس سہ ماہی کے دوران ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں 2.1 فیصد اضافہ ہوا اور ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر آخر دسمبر 2014ء تک

15 ارب ڈالر تک پہنچ گئے۔¹ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر تین ماہ کی درآمد کے مساوی تھے (شکل 5.1) اور یہ صورت حال ستمبر 2012ء کے بعد پہلی بار پیدا ہوئی۔² نتیجے کے طور پر خالص بین الاقوامی ذخائر کا آخر دسمبر کا آئی ایم ایف کا ہدف کامیابی سے پورا ہو گیا (سیکشن 5.5)۔³

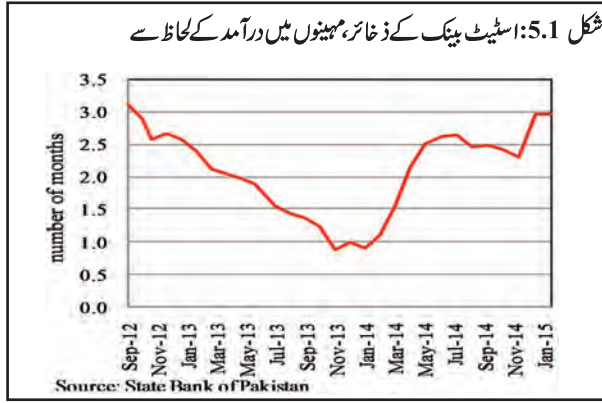
تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی اہم ترین پیش رفت ہے جس سے ملک کے توازن ادائیگی کا منظر نامہ بہتر ہو گیا ہے۔⁴ اس کمی سے پاکستان کا

¹ پاکستانی روپے کی قدر میں یہ اضافہ اسٹیٹ بینک کی طرف سے زرمبادلہ کے لیے بین ال بینک منڈی سے ڈالر کی خالص خریداری کے باوجود ہوا، اور اس سے بازار مبادلہ میں مثبت احساسات کی عکاسی ہوتی ہے۔ م 15ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران حقیقی مؤثر شرح مبادلہ میں 5.4 فیصد اضافہ ہوا۔

² زرمبادلہ کی موزونیت کا بین الاقوامی معیار تین ماہ کی درآمدات کے لیے کافی ہوتا ہے۔ شکل 5.1 اشیا کی درآمد کے مہینوں کی وہ تعداد ظاہر کرتی ہے جن کا احاطہ اسٹیٹ بینک کے دستیاب سیال خام ذخائر کر سکتے ہیں۔

³ آئی ایم ایف کی تشریح کے مطابق خالص بین الاقوامی ذخائر (NIR) دراصل بین الاقوامی ذخائر کے خام اثاثوں اور ذخائر سے متعلق واجبات کے درمیان وہ فرق ہے جو ڈالر میں ظاہر کیا جائے، اسے پروگرام ایکس چینج کی شرحوں پر معلوم کیا جاتا ہے۔

⁴ م 15ء کے آغاز سے سعودی عربین لائٹ کی قیمت 60 فیصد سے زائد گر چکی ہے۔



درآمدی بل تقریباً 1.3 ارب ڈالر کم ہوا⁵ اور اگر قیمتیں اسی سطح پر رہیں جہاں وہ ہیں (جو متوقع ہے) تو پاکستان مارچ تا جون 2015ء میں مزید 2.5 ارب ڈالر بچا سکتا ہے۔⁶ آئندہ خدمات کے کھاتے کو کرائے بھاڑے کے کم اخراجات سے فائدہ ہونا چاہیے۔ مزید یہ کہ اس کھاتے کو کم س 15ء میں اب تک 1.5 ارب ڈالر کے اتحادی سپورٹ فنڈ سے بھی فائدہ ہوا ہے۔ خوشخبری یہ ہے کہ تیل کی قیمت گرنے کے باوجود خلیج تعاون

کونسل ابھی تک انفراسٹرکچر پر خرچ کر رہی ہے اور اس خطے سے پاکستان میں ترسیلات زر کی آمد کے حوالے سے فی الحال کوئی تشویش نہیں۔ جب زرمبادلہ کے تحفظ میں بتدریج بہتری آئے گی تو آئندہ آئی ایم ایف کے جائزوں کے بھی آسان ہونے کی توقع ہے جس سے جون سے قبل مزید 1.1 ارب ڈالر آئیں گے۔⁷ کثیر فریقی اور دو طرفہ ذرائع سے 2.6 ارب ڈالر کی (مجموعی) رقم بھی متوقع ہیں اور امکان ہے کہ ایچ بی ایل کے حصص کی فروخت سے مزید 764 ملین ڈالر حاصل ہوں گے (سیکشن 5.2)۔

وسط مدت کے لیے مسائل برقرار ہیں چاہے یہ فرض کر لیا جائے کہ تیل کی قیمتیں پست ہی رہیں گی۔ اصل چیلنج یورو خطے کی مسلسل کمزوری ہے جو پاکستان کی برآمدی منڈی کے ایک چوتھائی سے زائد پر مشتمل ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ یہی خطہ جس نے حال ہی میں جی ایس پی پلس حیثیت دے کر پاکستان کی برآمدات کو بڑھا دیا تھا۔ لیکن یورپ معاشی جمود، گرتی ہوئی گرانی اور ارزانی (deflation) کے خدشات سے دوچار ہے۔ یورپی مرکزی بینک کی پالیسی کی زنجیر میں زیادہ کچھ نہیں بچا ہے اور سب نظریں اس پر لگی ہیں کہ مقداری نرمی (QE) پر صدر ڈریگ کی اندھی چال کے کیا نتائج برآمد ہوتے ہیں۔⁸ دوسری اہم منڈی یعنی امریکہ خوب پھل پھول رہی ہے۔ تاہم ٹرانس پیسیفک پارٹنرشپ پر کامیاب مذاکرات کے بعد پاکستان کے امکانات بہت حوصلہ افزا نہیں۔⁹ سادہ الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس معاہدے سے ویت نام جیسے اہم حریفوں کو صفر ٹیرف پر ملبوسات اور چپل جوتے امریکہ برآمد کرنے کا موقع ملے گا۔ پاکستانی برآمد کنندگان مصنوعی ریشے کی ٹیکسٹائل پر

5 جولائی تا فروری 2015ء میں پیٹرولیم کے درآمدی اخراجات 1.8 ارب ڈالر گر گئے ہیں۔ اس میں سے، قیمت کا منفی اثر 1.3 ارب ڈالر اور مقدار کا منفی اثر 435 ملین ڈالر رہا۔

6 اگر پاکستان مارچ تا جون 2015ء کے دوران اتنی ہی پیٹرولیم مصنوعات درآمد کرے جتنی اس نے گذشتہ سال اس عرصہ میں درآمد کی تھی تو فروری میں ادا کی گئی اوسط اکائی قیمت (یعنی 40 ڈالر فی میٹرک ٹن) کا اطلاق کرنے سے اپنی درآمدات پر (سال بسال) مزید 2.5 ارب ڈالر تک بچا سکتا ہے۔ تاہم یہ دیکھنا بھی باقی ہے کہ تیل کے کم نرخوں کا اس کے استعمال پر کتنا اثر واقع ہوگا۔ بحیثیت مجموعی فروری 2015ء میں پیٹرولیم کا درآمدی بل گذشتہ ماہ کے مقابلے میں 116.5 ملین ڈالر کم رہا، جبکہ فروری 2014ء کے مقابلے میں 541.6 ملین ڈالر کم رہا۔

7 چھٹا جائزہ فروری میں کامیابی سے مکمل ہوا، اور مارچ میں پورڈ کی منظوری سے 498.3 ملین ڈالر ادا کر دیے گئے۔

8 یورپی مرکزی بینک کے اثاثوں کی خریداری کے پروگرام (کم از کم 1.1 ٹریلین یورو) کے ناقدین کا خیال ہے کہ مقداری نرمی (QE) یورپی یونین میں بلند گرانی اور حد سے زیادہ ریاستی قرضوں کا باعث بنے گی جو فائدے سے بڑھ کر نقصان کی صورت ہے۔ اس پروگرام کے بڑے ناقدین میں سے ایک ہندس بینک کے چیئر وائٹین میں ہیں جنہوں نے ای سی بی کی گورننگ کونسل میں اس اقدام کے خلاف ووٹ دیا تھا۔

9 بین الاقوامی شراکت (ٹی پی پی) خواہیہ اور سرمایہ کاری کا ایک مجوزہ علاقائی معاہدہ ہے۔ ایشیا اور بحر الکاہل کے اب تک بارہ ملکوں نے اس معاہدے پر گفت و شنید میں حصہ لیا ہے جو آسٹریلیا، برونائی، کینیڈا، چلی، جاپان، ملائیشیا، میکسیکو، نیوزی لینڈ، پیرو، سنگاپور، امریکہ اور ویت نام ہیں۔

کم توجہ دینے کے باعث اس منڈی میں پہلے ہی پسپا ہو رہے ہیں۔

ایک اور مسئلے کا تعلق خلیج سے ہے۔ اب تک یوں معلوم ہوتا ہے کہ خلیج تعاون کونسل کی حکومتوں کو دستیاب ریاستی رقوم کی بنا پر ان کے اخراجات کے منصوبوں پر تیل کی قیمتوں کا اثر نہیں پڑا ہے۔ تاہم یہ صورت حال بہت طویل عرصہ نہیں چل سکتی۔ اگر تیل کی قیمتیں بحال نہ ہوں تو ان ذخائر میں مسلسل کی ان حکومتوں کے مالیاتی اخراجات پر ضرب لگانا شروع کر دے گی۔ پاکستان کی ترسیلات زر کی نموتیل کی پست قیمتوں سے غیر معینہ مدت تک محفوظ نہیں رہ سکتی۔ آئندہ چند برس بعد زر مبادلہ کے قرضوں کی ادائیگی کا گنجھیر مسئلہ درپیش ہوگا: نو تشکیل شدہ پیرس کلب کی قسطیں م س 17ء سے شروع ہو جائیں گی، اس کے ایک سال بعد ای ایف ایف کی واپسی کی پہلی قسط واجب الادا ہو جائے گی۔ ان قرضوں کی واپسی کے لیے زر مبادلہ کی آمدنی بھی اسی تناسب سے آتی چاہیے ورنہ ملک کے زر مبادلہ کے ذخائر میں کمی کا اندیشہ ہے۔

اس تناظر میں ہمیں تیل کی قیمت میں کمی کو وقتی مہلت سمجھنا چاہیے جسے استعمال کر کے پاکستان کو اپنے توازن ادائیگی کے پرانے عدم توازن کو دور کرنا چاہیے۔ یہ ضروری ہے کہ تیل کی کم قیمتوں کو ملک میں صارفی اشیا درآمد کرنے کا موقع تصور نہ کیا جائے بلکہ حکومت کو ان خطوط پر سوچنا چاہیے جو تیل درآمد کرنے والے ملکوں نے تیل کی بلند قیمتوں کے زمانے میں کیا تھا یعنی ذخائر پیدا کرنا۔ اس تناظر میں پر تعیش اشیا کی درآمد پر ریگولیٹری ڈیوٹی لگانے کا حالیہ حکومتی فیصلہ درآمدات کو محدود کرنے میں معاون ہو سکتا ہے۔ مزید اقدامات درکار ہیں۔ ملکی منڈی میں اشیا کی اسمگلنگ کی بیخ کنی کی شدید ضرورت ہے۔ نیز دوسرے ملکوں کے ساتھ بیرونی تجارتی معاہدے کرنے میں پاکستان کو بہت محتاط ہونا چاہیے: نئے تجارتی معاہدے سوچ سمجھ کر کیے جائیں اور موجودہ معاہدوں کا کڑا جائزہ لیا جائے۔ کم سے کم ٹریف پر تجارتی شراکت داروں پر پست ٹیکنالوجی کی مصنوعات (جیسے ہلکی انجینئرنگ اشیا، معمولی ٹیکنیکی الیکٹرانکس، ربڑ اور پلاسٹک کی چیزیں وغیرہ) کے لیے اپنی مارکیٹ کھول دینے کے بجائے پاکستان کو اپنی مقامی صنعت کو ترغیب دینی چاہیے کہ ان درآمدات کا متبادل تیار کرے۔

آخری بات یہ کہ برآمدات میں اضافہ لازمی ہے۔ ہماری برآمدی صلاحیت کے پوری طرح بروئے کار آنے میں ساختی عوامل کی صورت میں جو رکاوٹیں حاصل ہیں انہیں دور کرنے کی ضرورت ہے: ملک کے وسائل کا از سر نو جائزہ لیا جائے، صنعت کے حوالے سے بصیرت پیدا کی جائے، کامیاب شعبوں پر زیادہ توجہ دی جائے، انہیں آگے لے جانے کی حکمت عملی تیار کی جائے، اور پھر اس کی پابندی کی جائے۔ اس کے علاوہ نجلی سطح پر مصنوعات کو متنوع بنانے، مارکیٹوں میں تنوع لانے، اور رسدی زنجیر کی درستی کی کوششیں مطلوب ہیں۔ یہ مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب صنعتی، تجارتی، مالی اور تعلیمی محاذوں پر پالیسیاں مربوط ہوں۔ اگر ٹیکنالوجی کی منتقلی، تحقیق و ترقی، اور پیداواریت جیسے کلیدی پہلوؤں کو نظر انداز کیا جاتا رہا تو پاکستان عالمی برآمدی منڈی میں اپنا کردار ادا کرنے سے معذور رہے گا۔

5.1 جاری کھاتہ

م س 15ء کی پہلی ششماہی میں جاری حسابات کا خسارہ 12.4 ارب ڈالر رہا جو گذشتہ سال کے اسی عرصہ سے 20.7 فیصد زائد ہے (جدول 5.2)۔¹⁰

¹⁰ بعد کے مہینوں میں صورتحال خاصی بدل چکی ہے۔ جنوری 2015ء میں جاری کھاتے کا خسارہ معمولی یعنی 74 ملین ڈالر رہا، اور فروری 2015ء میں 877 ملین ڈالر کی بھاری فاضل رقم حاصل ہوئی۔ نتیجتاً جولائی تا فروری م س 15ء جاری کھاتے کا خسارہ صرف 11.6 ارب ڈالر ہے، جبکہ جولائی تا فروری م س 14ء یہ 12.5 ارب ڈالر رہا تھا۔

یہ ابتری پہلی سہ ماہی میں زیادہ نمایاں رہی: دوسری سہ ماہی میں اتحادی سپورٹ فنڈ کی آمد کو منہا کر کے بھی دیکھا جائے تو جاری حسابات کا خسارہ خاصا کم رہا۔¹¹ اس بہتری کی بنیادی وجہ محدود تجارتی خسارہ ہے کیونکہ پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدی ادائیگیاں کم نرخوں کے سبب تیزی سے گریں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ دسمبر میں جاری حسابات میں 79 ملین ڈالر کی فاضل رقم آئی۔

میں 15 سہ ماہی پہلی ششماہی میں خدمات کا توازن گزشتہ سال سے بہتر رہا، جس کی بنیادی وجہ پہلی سہ ماہی میں اتحادی سپورٹ فنڈ کی بلند آمد ہے۔ دوسری سہ ماہی میں اتحادی سپورٹ فنڈ کی قسط ملنے میں تاخیر ہوئی اور فروری 2015ء میں رقم وصول ہوئی۔¹² اس کھاتے کو سال کی دوسری ششماہی میں کم بار برداری اخراجات سے بھی کچھ سہارا ملنا چاہیے کیونکہ بظاہر شپنگ کمپنیوں نے سستے تیل کا فائدہ اپنے صارفین کو پہنچانا شروع کر دیا ہے۔¹³

جدول 5.2: جاری حسابات									
ملین امریکی ڈالر									
پہلی سہ ماہی			دوسری سہ ماہی			پہلی سہ ماہی			
م14ء	م15ء	نمو	م14ء	م15ء	نمو	م14ء	م15ء	نمو	
1,315	-1,647	25.2	-688	-770	11.9	-2,003	-2,417	20.7	جاری حسابات
-4,384	-6,022	37.4	-4,266	-3,805	-10.8	-8,650	-9,827	13.6	الف - تجارتی کھاتہ
6,257	5,960	-4.7	6,210	6,227	0.3	12,467	12,187	-2.2	برآمدی وصولیاں
561	445	-20.7	565	429	-24.1	1,127	874	-22.4	سوئی دھاگہ
2,902	3,020	4.1	2,850	2,905	1.9	5,752	5,926	3.0	دیگر فیکٹائز
2,794	2,496	-10.7	2,795	2,899	4.7	5,589	5,388	-3.0	غیر فیکٹائز
10,641	11,982	12.6	10,476	10,032	-4.2	21,117	22,014	4.2	درآمدی ادائیگیاں
3,948	4,476	13.4	3,803	3,112	-18.2	7,751	7,588	-2.1	پیٹرولیم مصنوعات
6,688	7,506	12.2	6,670	6,860	2.8	13,358	14,426	7.5	غیر پیٹرولیم مصنوعات
713	832	16.8	595	773	30.0	1,307	1,606	22.8	دھات
1,291	1,358	5.2	1,256	1,341	6.8	2,546	2,698	6.0	مشینری
-906	-505	-44.3	-601	-799	32.9	-1,508	-1,304	-13.5	ب - خدمات
0	735	100.0	322	0	-100.0	322	735	128.3	اتحادی سپورٹ فنڈ
-822	-812	-1.2	-1,184	-1,480	257	-2,006	-2,292	14.3	ج - بنیادی آمدنی
-537	-530	-1.3	-795	-1,027	29.2	-1,332	-1,557	16.9	منافع کی واپسی - براہ راست بیرونی سرمایہ کاری
-181	-187	3.3	-244	-177	-27.5	-425	-364	-14.4	سود
4,798	5,692	18.6	5,363	5,3134	-0.9	10,161	11,006	8.3	د - ثانوی آمدنی
3,929	4,695	19.5	3,863	4,287	11	7,792	8,982	15.3	ترسیلات زر
-1,315	-2,382	81.1	-1,010	-770	-23.8	-2,325	-3,152	35.6	جاری کھاتہ (منہا اتحادی سپورٹ فنڈ)
ماخذ: بینک دولت پاکستان									

¹¹ اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت م14ء کی دوسری سہ ماہی میں 322 ملین ڈالر موصول ہوئے۔ م15ء کی دوسری سہ ماہی میں ایسی کوئی رقم نہیں ملی۔

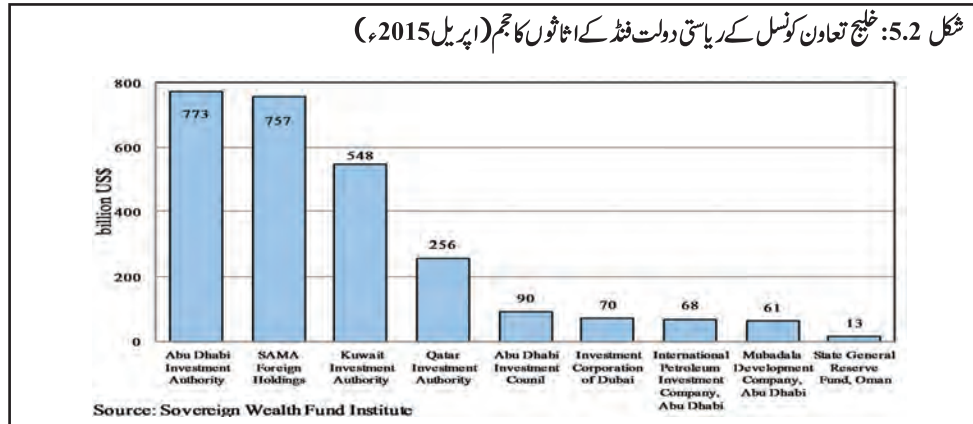
¹² آئی ایم ایف کے تخمینوں کے مطابق م15ء کی دوسری ہتیری اور چوتھی سہ ماہی میں 240 ملین ڈالر متوقع تھے۔ دوسری سہ ماہی میں کوئی رقم نہ آئی (اس کے برعکس م14ء کی دوسری سہ ماہی میں 322 ملین ڈالر آئے تھے) البتہ فروری 2015ء میں اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت 717 ملین ڈالر ملے۔

¹³ ملک کے خدمات کے خسارے میں بار برداری کا حصہ تقریباً 95 فیصد ہے، اور بقیہ تیل کے نرخوں اور درآمدی مالیت پر بھاری انحصار کرتا ہے۔

جاری حسابات کے معاملے میں کارکنوں کی ترسیلات گزشتہ چند برسوں کے دوران اہم نجات دہندہ ثابت ہوئی ہیں اور لگ بھگ 90 فیصد تجارتی خسارہ ان ہی سے پورا ہوا ہے۔ اس سال ترسیلات مزید بڑھیں اور جولائی تا دسمبر 2014ء کے دوران سال بسال مزید 15.3 فیصد اضافہ ہوا جبکہ پورے سال کی نمو کا ہدف 5.7 فیصد تھا۔¹⁴ بیشتر اضافہ خلیج تعاون کونسل کے ملکوں خصوصاً سعودی عرب اور عرب امارات سے ہوا جو سرکاری انفراسٹرکچر پر بھاری اخراجات کر رہے ہیں۔¹⁵ چونکہ ان ملکوں نے گزشتہ چند برسوں کے دوران اپنے زیر مبادلہ کے بھاری ذخائر جمع کر لیے ہیں اس لیے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیل کے نرخوں میں حالیہ کمی سے خطے میں سرکاری اخراجات کچھ عرصہ متاثر نہیں ہوں گے (شکل 5.2)۔¹⁶ دریں اثنا پاکستان میں حکومت نے منی لانڈرنگ کے خلاف قوانین مزید سخت کر دیے ہیں جس سے مزید قوم رسی ذرائع سے پاکستان لانے میں مدد ملے گی۔

5.2 سرمایہ اور مالی کھاتہ

مالی کھاتے نے مئی 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سست سرگرمی کے بعد دوسری سہ ماہی میں کچھ بہتری دکھائی۔ اس بہتری میں عالمی منڈی میں ریاستی صکوک کے اجرا، پاکستان کے ٹیلی مواصلات شعبے میں نیٹ ورک کی اپ گریڈیشن کی غرض سے چین کی سرمایہ کاری،¹⁷ اور بین



14 سالانہ منصوبہ 2014-15ء میں حکومت نے ترسیلات زر کا ہدف 16.7 ارب ڈالر طے کیا ہے جبکہ گزشتہ برس 15.8 ارب ڈالر کی ترسیلات آئی تھیں۔
 15 خلیج تعاون کونسل کے ملکوں میں بہت سے پاکستانی تعمیرات سے متعلق سرگرمیوں سے منسلک ہیں مثلاً مزدور، مستری، بڑھتی وغیرہ (ماخذ: بیورو آف انٹگریشن اینڈ اور سیز ایملپمنٹس)
 16 خلیج تعاون کونسل کے اکثر ملکوں نے اگلے سال کے بجٹ کی تیاری میں تیل کے نرخوں پر ہونے والی تئویش کو کوئی اہمیت نہیں دی ہے۔ مثال کے طور پر سعودی حکومت نے بجٹ 2015ء کے لیے اخراجات میں 0.6 فیصد اضافہ کیا ہے۔ یہ 2011ء کے بعد پہلا خسارہ ہو گا جسے سعودی عربین مانیٹری ایجنسی کے خالص بیرونی اثاثوں کے استعمال سے آسانی پورا کر لیا جائے گا۔ متحدہ عرب امارات کے سلسلے میں ایکسپوزیچر 2020ء سے اقتصادی سرگرمیاں بڑھ رہی ہیں: اس بات کی کوششیں جاری ہیں کہ دہائی کو ذرائع نقل و حمل اور ساحت کامر کا بڑا پیمانہ، ان کوششوں میں انفراسٹرکچر کے بڑے منصوبوں کے علاوہ ہوٹلوں، تفریح گاہوں، کونٹینر سٹیشنوں میں نجی سرمایہ کاری سے مدد مل رہی ہے۔ جہاں تک قطر کا تعلق ہے، تو 2022ء کے فینال ورلڈ کپ کی میزبانی کے لیے تیاریاں کر رہا ہے جس کے لیے اس نے انفراسٹرکچر اخراجات نمایاں طور پر بڑھا دیے ہیں۔ وہاں 2014ء تا 2016ء کے دوران نان بانڈ روکارین، سرگرمیوں کی بنا پر زبردست اقتصادی نمو متوقع ہے۔ ادھر سلطنت عمان نے 2015ء کے لیے بجٹ خسارہ برداشت کرتے ہوئے اپنے اخراجات بڑھانے کا اعلان کر دیا ہے۔ دیگر خلیجی ریاستوں کی طرح عمان بھی 2011ء کی عرب بہار تحریک کے بعد انفراسٹرکچر اور صنعتی منصوبوں پر بھاری اخراجات کر رہا ہے اور اس نے تب سے اپنے سماجی شعبے پر اخراجات بھی بڑھا دیے ہیں۔ 2015ء کے دوران معقول اور سلاہ میں بڑے ایئر پورٹوں کی منصوبہ بندی کے تحت توسیع ہوگی، جبکہ 12 ارب ڈالر انیشیال ریٹوے پر ویکٹ کے لیے مختص ہیں۔
 17 چائنا مو بائل کمپنی نے پاکستان میں اپنی ڈیجیٹل چائنا مو بائل پاکستان (سی ایم پاک-ڈونگ) میں 168 ملین ڈالر کا سرمایہ داخل کیا تاکہ اپنے صارفین کو تھری جی/فور جی ڈیٹا سروسز دینے کے لیے نیٹ ورک کی اپ گریڈیشن کی جائے۔

الاقوامی مالی اداروں سے زرمبادلہ کی بلند آمد نے بنیادی کردار ادا کیا۔

براہ راست بیرونی سرمایہ کاری میں سرگرمی ٹیلی مواصلات سے قطع نظر ماند رہی۔ صرف بجلی کی پیداوار، گاڑیاں اور بینکاری وہ شعبے ہیں جو گزشتہ سال کے مقابلے میں ذرا زیادہ رقوم جمع کرنے کے قابل ہوئے۔ جہاں تک جزدانی سرمایہ کاری کا تعلق ہے تو حکومت بیشتر رقوم حاصل کر رہی ہے۔ اس نے بین الاقوامی منڈی میں نہ صرف صکوک جاری کیے بلکہ سرکاری ملکیت کے اداروں کی نجکاری بھی جاری ہے: حبیب بینک لمیٹڈ کے حصص کی فروخت عنقریب ہے، اور امکان ہے کہ حکومت م س 15ء کی دوسری ششماہی میں 450 ملین ڈالر زرمبادلہ اکٹھا کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔

حکومت دوسری سہ ماہی میں زرمبادلہ کی قرض گیری بڑھانے میں بھی کامیاب رہی جس کی اہم وجہ اسلامی ترقیاتی بینک سے نسبتاً بلند ادائیگی ہے، تاہم اس ادائیگی کا ایک حصہ پی آئی اے اور دیگر غیر سرکاری اداروں کی جانب سے زرمبادلہ قرضوں کی واپسی کی بنا پر زائل ہو گیا۔ سال کے بقیہ عرصہ میں بین الاقوامی مالی اداروں اور دوطرفہ ذرائع سے مزید 2.6 ارب ڈالر کی ادائیگی متوقع ہے۔¹⁸

5.3 تجارتی کھاتہ¹⁹

م س 15ء کی پہلی ششماہی میں تجارتی خسارہ 33.7 فیصد بڑھ گیا جبکہ گزشتہ سال اسی عرصہ کے دوران 8.5 فیصد کی ہوتی تھی۔ بلند خسارے کا بنیاد سبب ملک کی درآمدات میں تیزی سے اضافہ ہے جبکہ برآمدات 4.4 فیصد گر گئیں۔ یہ بات دلچسپ ہے کہ سال کی دونوں سہ ماہیوں میں درآمدات کی نمو کی سال بسال شرح تقریباً 11.5 فیصد رہی: البتہ پہلی سہ ماہی کی درآمدات میں پیٹرولیم حاوی رہا جبکہ دوسری سہ ماہی میں غیر پیٹرولیم مصنوعات نے درآمدی بل کو بڑھایا۔ دوسری سہ ماہی میں دھات، مشینیں اور پام آئل کی درآمدات بڑھ گئی کہ پیٹرولیم کی کم قیمتوں کا اثر ہی زائل ہو گیا۔²⁰ جہاں تک برآمدات کا تعلق ہے تو پہلی سہ ماہی میں 10.4 فیصد کی آجانے کے بعد دوسری سہ ماہی میں یہ بحال ہو گئیں۔

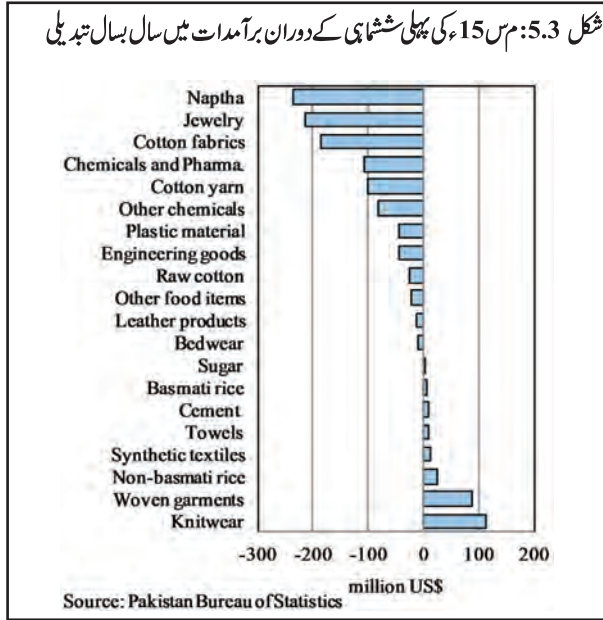
برآمدات

رواں مالی سال کی پہلی ششماہی کے دوران برآمدات میں سال بسال 4.4 فیصد کی آئی جبکہ گزشتہ سال 4.9 فیصد اضافہ ہوا تھا (شکل 5.2)۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، برآمدات سے آمدنی صرف پہلی سہ ماہی میں دیکھی گئی جب برآمد کنندگان عالمی نرخوں کی رفتار اور سمت کے حوالے سے متذبذب تھے، اور اسی لیے انہوں نے چاول، اور پیٹرولیم سے متعلق مصنوعات مثلاً نیفتھا کی برآمد کو روک لیا تھا۔ جب دوسری سہ ماہی

¹⁸ آئی ایم ایف نے تخمینہ لگایا ہے کہ م س 15ء کی تیسری سہ ماہی میں بین الاقوامی مالی اداروں اور دوطرفہ انتظامات سے 1.6 ارب ڈالر، اور چوتھی سہ ماہی میں 1.1 ارب ڈالر موصول ہو جائیں گے (ماخذ: کنفری رپورٹ نمبر 14/357 براہ راست پاکستان [چوتھے اور پانچویں جائزے کے بعد])۔

¹⁹ سیکشن پاکستان وفتیشاریات کے فراہم کردہ کسٹمز ڈیٹا پر مبنی ہے۔ ادائیگیوں کے ریکارڈ کے مقابلے میں ان اعداد و شمار کے استعمال میں یہ بھی فائدہ ہے کہ تجزیے میں مدد ملتی ہے کیونکہ ان میں مقداری اور کائی مالیت کی معلومات بھی درج ہوتی ہیں۔ اس سیکشن کی معلومات ادائیگیوں کے ریکارڈ کے اس ڈیٹا کے مطابق نہیں ہے جو سیکشن 5 میں استعمال کیا گیا ہے۔ دونوں ڈیٹا سیریز کے درمیان مزید فرق جاننے کے لیے براہ مہربانی اعداد و شمار کے توضیحی نوٹس پر توجہ ملاحظہ کیجیے۔

²⁰ یہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ ادائیگیوں کے ریکارڈ کے ڈیٹا کے مطابق پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدی ادائیگیوں میں اتنی کمی واقع ہو گئی کہ اس نے دیگر درآمدی ادائیگیوں میں اضافے کے اثرات بھی زائل کر دیے۔



میں تیل کے نرخوں میں کی مزید نمایاں ہو گئی تو ملکی ریفائنریوں کے لیے یہ ناممکن ہو گیا کہ اپنی مصنوعات عالمی منڈی میں فروخت کر سکیں۔ تاہم برآمدات میں اس کی کماز لہ چاول، سلع سلائے ملبوسات، نٹ ویز، مصنوعی ٹیکسٹائل، اور سیمنٹ جیسی دیگر اشیا کی برآمد بڑھنے سے بخوبی ہو گیا۔ اس کے نتیجے میں دوسری سہ ماہی کے دوران مجموعی برآمدات سال بسال 2.4 فیصد بڑھیں۔

ٹیکسٹائل

مہ 15ء کی پہلی ششماہی میں ٹیکسٹائل برآمدات گذشتہ سال کے اسی عرصہ کی نسبت 0.4 فیصد کم ہو گئیں، اس کی کابنیادی سبب کم قدر اضافی کی حامل

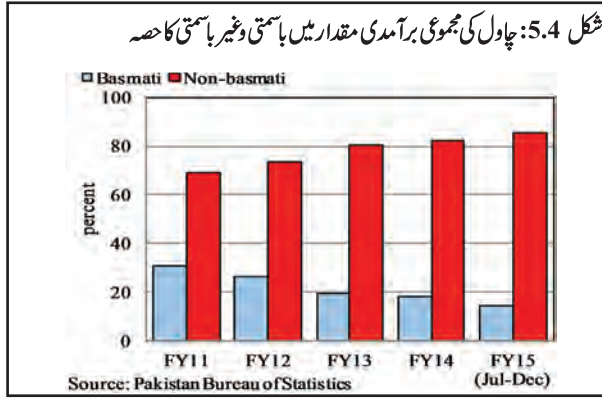
اشیا ہیں: نٹ ویز، جالی دار کپڑوں اور تولیے کی برآمد میں اضافے کو مصنوعی کپڑے سوتی دھاگے اور کپڑے کی برآمد میں کمی نے زائل کر دیا۔ چین، بنگلہ دیش اور ترکی کو سوتی کپڑے کی برآمد خاص طور پر کم رہی کیونکہ ان ملکوں کو اپنے درآمد کنندگان سے سست طلب کا سامنا ہے۔²¹ اس کے برعکس نٹ ویز اور سلع سلائے ملبوسات جیسی قدر اضافی کی حامل اشیا کی برآمد کو یورپی یونین میں جی ایس پی پلس کی سہولت ملنے سے فائدہ ہوا۔²² جہاں تک رسدی پہلو کا تعلق ہے تو برآمدات کو متاثر کرنے والے اہم مسائل کے حوالے سے کاروباری حضرات کو بجلی کی قلت اور امن وامان کو لاحق خطرات کا شکوہ ہے۔ تاہم ہماری رائے میں یہ بات جزوی طور پر درست ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اگر پاکستان کی ٹیکسٹائل صنعت کو لاحق ساختی نوعیت کے مسائل حل نہ کیے تو یہ عالمی منڈی میں اپنی حیثیت کو مستحکم نہیں بنا سکے گی۔

چاول

مہ 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران چاول کی برآمد میں 3.5 فیصد سال بسال نمو ہوئی۔ گذشتہ سال بھی 25.9 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس بہتری کا سبب گذشتہ چند برسوں میں افریقہ خصوصاً کینیا، موریتانیہ اور موزمبیق میں پاکستان کے غیر باسمتی چاولوں کی بڑھتی ہوئی طلب ہے۔ اس کے علاوہ

21 واضح رہے کہ مہ 15ء میں پاکستان کو چین اور ترکی کی درآمدی منڈیوں میں اپنا حصہ بڑھانے میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر سوتی کپڑے (ایچ ایس کوڈ 5209) کے معاملے میں پاکستان کا جو حصہ مہ 14ء کی پہلی ششماہی میں 21 فیصد تھا وہ رواں مالی سال کے اسی عرصہ میں 26 فیصد ہو گیا۔ اسی طرح چین کی مارکیٹ میں اس کا حصہ مہ 14ء کی پہلی ششماہی میں 57 فیصد تھا جو رواں مالی سال کے اسی عرصہ میں 67 فیصد ہو گیا (ماخذ: انٹرنیشنل ٹریڈ سینٹر)۔ اس سلسلے میں بنگلہ دیش کا ڈیٹا دستیاب نہیں ہے۔

22 جولائی تا نومبر 2014ء کے دوران یورپی یونین میں مجموعی درآمدات گذشتہ برس کے اسی عرصہ کی نسبت درحقیقت صرف 0.2 فیصد بڑھیں، تاہم پاکستان سے یورپی یونین کو بھیجی گئی درآمدات میں اسی عرصہ کے دوران 21.9 فیصد کی عمدہ نمو دیکھی گئی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپی منڈی میں پاکستان کے حق میں نمایاں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ پاکستان کی برآمدات کے حوالے سے بھی کچھ تبدیلیاں دیکھی گئی ہیں: پاکستان دفتر شماریات کے مطابق ہماری برآمدات میں یورپی منڈی کا جو حصہ جولائی تا نومبر مہ 14ء 24.8 فیصد تھا وہ مہ 15ء کے اسی عرصہ کے دوران بڑھ کر (تازہ ترین دستیاب معلومات کے مطابق) 28.8 فیصد ہو گیا۔



ملائیشیا بھی پاکستانی چاول درآمد کرنے والے پانچ بڑے ملکوں میں شامل ہو چکا ہے۔²³ پاکستان سے درآمد ہونے والے چاول میں (بلحاظ حجم) تقریباً 85 فیصد غیر باسمتی اقسام کے چاول ہوتے ہیں اور یہ تناسب بتدریج بڑھ رہا ہے (شکل 5.4)۔²⁴ چونکہ غیر باسمتی چاول باسمتی چاول کے مقابلے میں کم نرخ کے ہوتے ہیں اس لیے باسمتی چاول کی منڈیوں پر حاوی ہونے کی ضرورت ہے تاکہ زیادہ زر مبادلہ حاصل ہو۔

سیمنٹ

میں 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان کی سیمنٹ برآمدات کے بڑھنے میں بھارت، سری لنکا، جنوبی افریقہ، موزمبیق، کانگو اور چند دیگر افریقی ملکوں سے بلند طلب کار فرماری۔²⁵ بھارت میں سیمنٹ کی طلب بڑھنے کا ممکنہ سبب انفراسٹرکچر اور مکانات کی تعمیر پر سرکاری اخراجات میں ہونے والا اضافہ ہے۔ بھارت کے اکثر سیمنٹ ساز کارخانے چونکہ مشرق کی طرف ہیں اس لیے بھارت کے مغربی علاقوں کے لیے یہ زیادہ موثر بہ لاگت ہے کہ وہ اپنی تعمیراتی سرگرمیوں میں پاکستان کی سیمنٹ استعمال کریں۔ مستقبل میں بھی یہ طلب مستحکم رہنے کی توقع ہے کیونکہ بھارتی حکومت اپنے بارہویں پانچ سالہ منصوبے (2012ء تا 2017ء) کے تحت 2017ء تک اپنے اخراجات مستحکم رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جنوبی افریقہ میں بھی صورت حال یہی ہے، یہاں بھی سڑکوں، ریلوے، توانائی، اور پانی کے انفراسٹرکچر میں حکومتی سرمایہ کاری سے سیمنٹ کی طلب بڑھ گئی ہے۔ افغانستان البتہ استثنا ہے۔ افغانستان میں جاری تمام تعمیر نو کے باوجود پاکستان گزشتہ سال کا درآمدی حجم برقرار نہیں رکھ سکا۔ افغانستان میں ایرانی سیمنٹ کا اثر و رسوخ مزید بڑھ گیا ہے، اور وہ پاکستانی سیمنٹ سے مقابلہ کر رہی ہے۔

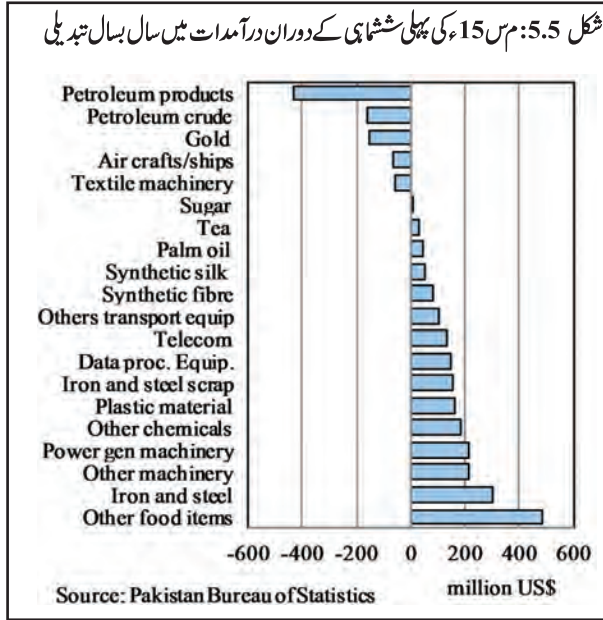
درآمدات

میں 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران درآمدات میں 11.5 فیصد سال بسال مستحکم نمو ہوئی۔ زیادہ تر نمونہ غذا، مشینری، دھات اور دیگر کیمیکلز کی درآمد میں ہوئی جس نے پیٹرولیم مصنوعات کے درآمدی اخراجات میں ہونے والی کمی کا ازالہ کر دیا (شکل 5.5)۔ پیٹرولیم مصنوعات سے ہٹ کر اکثر درآمدات کے معاملے میں اکائی قیمتوں میں ہونے والی کمی کے اثرات کو اضافی درآمدی حجم نے بخوبی پورا کر دیا (جدول 5.3)۔

23 پاکستان دفتر شماریات کے تفصیلی اعداد و شمار برائے جولائی تا نومبر میں 15ء کے مطابق ملائیشیا پاکستان کے غیر باسمتی چاول کی برآمدی پانچ سب سے بڑی منڈیوں میں شامل ہو گیا ہے۔

24 تاہم چاول کی مجموعی برآمدات میں غیر باسمتی اقسام مالیت کے اعتبار سے تقریباً 7 فیصد کی حصہ دار ہیں۔

25 پاکستان دفتر شماریات کے مطابق میں 15ء کی پہلی ششماہی میں سیمنٹ کی برآمدی مقدار 4 فیصد بڑھ گئی جبکہ گزشتہ سال اسی مدت میں 5.9 فیصد گری تھی۔



جہاں تک غذائی درآمد کا تعلق ہے، جو گزشتہ سال کے مقابلے میں 763.2 ملین ڈالر بڑھی، تو دیگر غذائی اشیاء کی درآمد خاص طور پر مستحکم رہی۔ اس زمرے میں 489.3 ملین ڈالر کا اضافہ دیکھا گیا: تفصیلی (8 ہندسی) ڈیٹا سے معلوم ہوتا ہے کہ کم اروسک ایسڈ کے حامل سروسوں کے بیچ، آلو، مٹر اور دیگر سبزیوں کی بھاری طلب کی بنا پر ہمارے غذائی درآمد کے اخراجات بڑھ گئے۔²⁶ اس زمرے کے علاوہ چائے اور پام آئل کی درآمد بھی مستحکم رہی کیونکہ ملکی اشیاء سازوں نے گرتی ہوئی عالمی قیمتوں کا فائدہ اٹھایا۔²⁷ یہی معاملہ گندم کی درآمد میں ہوا خاص طور پر ستمبر اور اکتوبر کے مہینوں میں جب گندم کی عالمی قیمتیں 50 ماہ کی پست ترین سطح تک گر گئیں۔²⁸

ماس 15ء کی پہلی ششماہی میں فولاد کی درآمد میں نمو بحال ہو گئی: سال بسال 50 فیصد نمو کے ساتھ فولاد کی درآمد (اسکرپ اور مصنوعات دونوں) جولائی تا دسمبر 2014ء کے دوران 1.4 ارب ڈالر کی تاریخی بلندی تک چلی گئی ہے۔ عالمی نرخوں (خصوصاً چین) میں کمی، اور ملک میں سرکاری منصوبوں میں اضافہ فولاد کی بلند درآمد کے اسباب ہیں۔²⁹ تاہم یہ بلند نمو مستقبل میں پست ہو سکتی ہے کیونکہ حکومت نے حال ہی میں فولاد کی پلٹس، سلاخوں اور تار وغیرہ پر 15 فیصد ڈیوٹی عائد کر دی ہے۔³⁰

ماس 15ء میں مشینری کی درآمد 24.4 فیصد بڑھی جو گزشتہ برس اسی عرصے کے دوران معمولی سی گرتی تھی۔ حالیہ اضافہ زیادہ تر بجلی کی پیداواری مشینری جیسے انجن، ٹرپائن، اور معاون (auxiliary) کارخانوں میں دیکھا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ توانائی کے ملکی شعبے میں کچھ سرمایہ کاری ہوئی ہے اور دیگر صنعتوں میں کپٹو پاور کا استعمال بڑھ رہا ہے۔ نیز، ایسی مشینری کی درآمد میں 27.7 فیصد اضافہ ہوا ہے جس کا کہیں اور

26 اب تک صرف نومبر تک کی تفصیلی معلومات دستیاب ہیں۔ جولائی تا دسمبر 8 ہندسی ڈیٹا اپریل 2015ء سے پہلے نہیں ملے گا۔

27 ماس 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران چائے اور پام آئل کی درآمد میں بالترتیب 18.9 ہزار میٹرک ٹن اور 87.9 ہزار میٹرک ٹن اضافہ ہو گیا۔

28 گندم کی درآمد میں یہ اضافہ ملک میں کافی ذخیرے کے پیش نظر قطعی پر غیر ضروری تھا۔ درآمد کی روک تھام کے لیے حکومت نے گندم کی درآمد پر نومبر میں 20 فیصد ریگولیٹری ڈیوٹی عائد کر دی۔ اس کے نتیجے میں نومبر اور دسمبر میں گندم کی درآمد تیزی سے گر کر صرف 57.6 ہزار میٹرک ٹن رہ گئی جبکہ اس سے پہلے کے دو مہینوں میں درآمدی مقدار 575.4 ہزار میٹرک ٹن تھی۔

29 اوسط دھاتی اشاریہ قیمت جولائی تا دسمبر 2013ء کے مقابلے میں جولائی تا دسمبر 2014ء کے دوران 10 فیصد گر گیا۔

30 واضح طور پر یہ ڈیوٹی فولاد کی ملکی بھٹیوں (melting) اور جہاز شکنوں کے حق میں ہے جن کا درآمدی اشیاء سے براہ راست مقابلہ ہے۔ تاہم اس سے فولاد کی ری رولنگ کی ملکی صنعت متاثر ہو سکتی ہے جو خوردہ مصنوعات (تعمیرات وغیرہ کے لیے) بنانے کی غرض سے ان اشیاء کو بطور خام مال استعمال کرتی ہے۔ ری رولنگ صنعت کے ساتھ ہماری بحث کے مطابق اس ڈیوٹی کے اثر سے درآمدات میں نمایاں کمی واقع نہیں ہوگی، جس کا سبب موجودہ معیار اور اشیاء کے تفصیلی کوائف ہیں۔ اس صنعت کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ اکثر درآمدی اشیاء ملکی ساختہ مصنوعات کے مقابلے میں سستی ہوتی ہیں حتیٰ کہ ڈیوٹی کے نفاذ کے بعد بھی۔

جدول 5.3: جولائی تا دسمبر مالی سال 15ء کے دوران درآمدات (قدر میں سال تبدیلی کی الگ الگ تفصیل)							
ملین امریکی ڈالر							
اشیا	مقداری اثر	قیمت کا اثر	مجموعی تبدیلی	اشیا	مقداری اثر	قیمت کا اثر	مجموعی تبدیلی
پیٹرولیم مصنوعات	-140.4	-287.8	-428.1	ربرٹائزر	42.1	-8.8	33.3
مصنوعی دھاگہ	194.9	-143.4	51.4	سویا بین آئل	7.5	-2.9	4.6
گندم	145.6	-69.9	75.8	شکر	1.7	-0.6	1.1
خام پیٹرولیم	-93.6	-68.1	-161.7	پٹسن	-2.5	0.5	-2
دالیں	108.5	-55.7	52.8	مسالے	12.3	0.9	13.3
پرانے کپڑے	0	-28	-28	سونا	-152.8	2.6	-150.2
پام آئل	71.4	-25.1	46.3	خام کپاس	-61.1	3.9	-57.3
مصنوعی ریشہ	103.6	-18.1	85.5	کافہ	57.5	5.6	63
خشک میوہ جات	23.6	-17.8	5.9	پلاسٹک کامواد	144.7	14.8	159.5
چائے	42.8	-14.2	28.6	کیڑے مار ادویات	5.7	15.9	21.7
لوہا اور فولاد	319	-13.2	305.7	دودھ	16.4	29.1	45.5
خام ربڑ	8.8	-11.5	-2.7	کھاد	-12.3	79.7	67.4
فولاد کا اسکرپ	164.4	-9.2	155.2	ادویات	18.8	120.5	139.3
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات							

اندراج نہیں ہے (دیگر مشینری)۔³¹

دسمبر 2014ء کے بعد کے تجارتی اعداد و شمار حوصلہ افزا نہیں ہیں۔ م س 15ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران کچھ بحالی دکھانے کے بعد جنوری اور فروری میں برآمدات پھر گر گئی ہیں۔ دوسری جانب درآمدات بھی جنوری اور فروری 2015ء میں بالترتیب 26 فیصد اور 7 فیصد سال بسال کم ہو گئی ہیں۔ یہ متوقع بھی تھا کیونکہ تیل کے عالمی نرخ ہماری درآمدی اکائی مالیت پر تقریباً تین ماہ کی تاخیر سے اثر ڈالتے ہیں۔³² مجموعی تجارتی خسارہ 14.6 ارب ڈالر تک جا پہنچا ہے جو گزشتہ سال کے اسی عرصہ کی نسبت 15.9 فیصد زائد ہے۔

31 تفصیلی ڈیٹا کے مطابق (انچ ایس 8 کوڈ) جو کہ صرف نومبر 2014ء تک دستیاب ہے، یہ اضافہ پلانٹ، پمپ کے پرزوں، اسٹیم ٹربائن اور انٹیک (intake) اینٹرپرائز جیسی اشیا میں ظاہر ہوا۔

32 پیٹرولیم مصنوعات کے درآمدی آرڈر موجودہ نرخوں پر تقریباً تین ماہ پہلے لکھوا دیے جاتے ہیں۔ چنانچہ اکتوبر اور نومبر 2014ء میں تیل کے نرخوں میں ہونے والی کمی بالترتیب جنوری اور فروری 2015ء کی ہماری درآمدی اکائی مالیتوں میں منعکس ہوئی ہے۔

ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

1) جی ڈی پی: اصل جی ڈی پی اعداد و شمار نہ ہونے کے باعث اسٹیٹ بینک منصوبہ بندی کمیشن کے سالانہ منصوبے میں دیے گئے جی ڈی پی ہدف کو استعمال کر کے جی ڈی پی کے ساتھ مختلف متغیرات مثلاً مالیاتی خسارہ، سرکاری قرضہ، جاری کھاتے کا توازن، تجارتی توازن وغیرہ کے تناسب کا حساب لگاتا ہے۔ یہ تناسب معلوم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک جی ڈی پی سے متعلق اپنے تخمینے استعمال نہیں کرتے تاکہ یکسانیت برقرار رہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ تخمینے سال کی مختلف سہ ماہیوں میں بدلتے ہوئے معاشی حالات کے ساتھ مختلف ہوتے ہیں۔ مزید برآں، مختلف تجزیہ کاروں کے تخمینے الگ الگ ہو سکتے ہیں۔ اگر ہر کوئی ایک مختلف جی ڈی پی تخمینے کا بطور نسب نما استعمال کرے تو معاشی مسائل پر بحث بہت الجھ جائے گی۔ چنانچہ معاشی مسائل پر با معنی بحث کے لیے ایک مشترک عدد سے مدد ملتی ہے اور منصوبہ بندی کمیشن کا دیا ہوا عدد اس مقصد کو بہتر طور پر پورا کرتا ہے۔

2) گرانی: گرانی کا حساب لگانے کے لیے عموماً تین اعداد استعمال ہوتے ہیں: (i) مدت کی اوسط گرانی، (ii) سال بسال یا سالانہ گرانی، اور (iii) ماہ بہ ماہ یا ماہانہ گرانی۔ مدت کی اوسط گرانی کا مطلب ہے جولائی سے لے کر سال کے کسی مہینے تک اوسط گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (CPI) میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں فیصد تبدیلی۔ سال بسال گرانی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں پچھلے سال کے اسی مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی کو کہتے ہیں جبکہ ماہانہ گرانی سے مراد کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں گذشتہ مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی ہے۔ گرانی کی ان تعریفوں کے لیے ذیل میں دیے گئے ہیں۔

$$\text{Period average inflation } (\pi_{Ht}) = \left(\frac{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-i}}{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-12-i}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{YoY inflation } (\pi_{YoYt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-12}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{Monthly inflation } (\pi_{MoMt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-1}} - 1 \right) \times 100$$

جہاں I_t سے مراد سال کے t^{th} (تویں) مہینے میں صارف اشاریہ قیمت ہے۔

3) قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی بمقابلہ مالیاتی خسارے کی مالکاری: سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی وزارت خزانہ کے فراہم کردہ مالیاتی مالکاری کے اعداد و شمار کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ مختلف عوامل ہیں جن میں یہ شامل ہیں: (i) قرضے کے اسٹاک میں حکومتی قرض گیری کی مجموعی قدر شامل ہوتی ہے جبکہ مالکاری اعداد و شمار کا حساب لگاتے وقت قرض گیری کی بینکاری نظام میں حکومت کی امانتوں سے تطبیق کی جاتی ہے، (ii) قرضے کے اسٹاک میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر متاثر ہوتی ہے، اور (iii) مختلف دیگر ملکوں کی باہمی شرح ہائے مبادلہ میں اتار چڑھاؤ بھی امریکی ڈالر کی قیمت پر اثر انداز ہوتا ہے جس سے بیرونی قرضے میں روپے کی قدر پر اثر پڑتا ہے۔

4) حکومتی قرض گیری: بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شکل کے اپنے خواص اور مضمرات ہیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(الف) اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری:

اسٹیٹ بینک سے قرض گیری: وفاقی حکومت براہ راست اسٹیٹ بینک سے ویز اینڈ میگز ایڈوانس (Ways and Means Advance) کے راستے یا مارکیٹ ریلیٹڈ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی (اسٹیٹ بینک کے ہاتھوں) خریداری کے ذریعے قرض لے سکتی ہے۔ ویز اینڈ میگز ایڈوانس حکومتی قرض کے طور پر سال میں 10 کروڑ روپے تک 4 فیصد سالانہ کی شرح سود پر دیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ رقم اسٹیٹ بینک کی جانب سے بہ وزن اوسط یافت پرشماہی ایم ٹی بیز کی خریداری کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ اس یافت کا تعین ٹریژری بلز کی حالیہ ترین پندرہ روزہ نیلامی سے کیا جاتا ہے۔

صوبائی حکومتیں اور حکومت آزاد جموں و کشمیر بھی اپنے ڈیپز بیلنس (اورڈر افٹ) جس کی ان کے لیے طے شدہ حدود ہیں براہ راست اسٹیٹ بینک سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان قرضوں پر شرح سود شماہی ایم ٹی بیز کی سہ ماہی اوسط یافت ہوتی ہے۔ اگر اورڈر افٹ حدود کی خلاف ورزی ہو تو صوبے پر 4 فیصد سالانہ کی اضافی شرح سے ہر جائے لیا جاتا ہے۔

جدولی بینکوں سے قرض گیری: یہ قرض زیادہ تر سہ ماہی، شماہی اور بارہ ماہی مارکیٹڈ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی پندرہ روزہ نیلامی کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ حکومت پاکستان، 3، 5، 10، 15، 20 اور 30 سال کے پاکستان انوسٹمنٹ بانڈ کی سہ ماہی نیلامی کے ذریعے بھی قرض لیتی ہے۔ تاہم صوبائی حکومتوں کو جدولی بینکوں سے قرض لینے کی اجازت نہیں۔

(ب) اجناسی مالکاری:

وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں دونوں اجناس مثلاً گندم، چینی وغیرہ کی خریداری کے لیے جدولی بینکوں سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان اجناس کی فروخت کی آمدنی بعد میں اجناسی قرض کی واپسی میں استعمال ہوتی ہے۔

5) اعداد و شمار کے مختلف ماخذوں کے اختلافات: مختلف متغیرات مثلاً حکومتی قرض گیری، سرکاری قرضہ، واپسی قرض، بیرونی تجارت وغیرہ کے اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار وزارت خزانہ اور پاکستان دفتر شماریات کی فراہم کردہ معلومات سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ شماریاتی تعریفوں، کوریج وغیرہ کے اختلافات ہیں۔ بعض صورتیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

(الف) بجٹ خسارے کی مالکاری (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار):

وزارت خزانہ کی فراہم کردہ مالیاتی کارروائیوں کی سہ ماہیوں کی حدودوں اور اسٹیٹ بینک کے زری سروے میں دیے گئے اعداد و شمار میں اکثر فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزارت خزانہ حکومت کے بینکوں سے قرض کے اعداد و شمار نقد کی بنیاد پر دیتی ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کا زری سروے واجب الوصول (accrual) بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے یعنی اس میں ٹی بلز پر جمع شدہ سودی ادائیگیاں شامل کی جاتی ہیں۔

(ب) سرکاری قرضہ (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک):

اسٹیٹ بینک سرکاری قرضے کی شماریات ترتیب دینے میں آئی ایم ایف کے رہنما خطوط پر عمل کرتا ہے جن میں بیان کیا گیا ہے کہ ”سرکاری قرضے میں عمومی حکومت، زری مقتدرہ ادارے اور بینکاری اور دیگر شعبوں کے وہ ادارے شامل ہیں جو سرکاری کارپوریشن ہیں۔“ اس طرح اسٹیٹ بینک کے سرکاری قرضے کے اعداد و شمار میں یہ اجزاء شامل ہوتے ہیں: (i) حکومتی ملکی قرضہ، (ii) حکومتی بیرونی قرضہ، (iii) آئی ایم ایف کے قرضے، اور (iv) بیرونی واجبات۔²

اگرچہ وزارت خزانہ اور اسٹیٹ بینک دونوں ملکی سرکاری قرضے کی یکساں تعریف پر عمل کرتے ہیں تاہم وزارت خزانہ کے مرتب کردہ بیرونی قرضے کی کوریج اسٹیٹ بینک سے مختلف ہے۔ وزارت خزانہ قلیل مدتی قرض، فوجی قرض اور بیرونی واجبات کو بیرونی سرکاری قرضے میں شامل نہیں کرتی۔ چنانچہ دونوں اداروں کے مجموعی اعداد و شمار مختلف ہوتے ہیں۔

(ج) بیرونی تجارت (اسٹیٹ بینک بمقابلہ پاکستان دفتر شماریات):

توازن ادائیگی میں اسٹیٹ بینک کے تجارتی اعداد و شمار پاکستان دفتر شماریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ شماریات مبادلہ کے ریکارڈ پر مبنی ہوتے ہیں جن کا انحصار زر مبادلہ کی اصل وصولی اور ادائیگی پر ہوتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات اجناس کی اصل نقل و حرکت (کسٹم ریکارڈ) کے مطابق اعداد و شمار ریکارڈ کرتا ہے۔ مزید یہ کہ اسٹیٹ بینک برآمدات اور درآمدات دونوں کو بطور فری آن بورڈ (fob) درج کرتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات کی برآمدات کے اعداد و شمار فری آن بورڈ کے اعتبار سے ہوتے ہیں اور درآمدات میں کرائے بھاڑے کی لاگت اور بیمہ (cif) شامل ہوتے ہیں۔

1 ماخذ: آئی ایم ایف (2003ء)؛ ”بیرونی قرضے کی شماریات، رہنمائے مرتبین واستعمال کنندگان“۔

2 تاہم یہ امر قابل ذکر ہے کہ مفصل معلومات کی عدم دستیابی کے باعث اسٹیٹ بینک کے سرکاری قرضے کے اعداد و شمار میں پی ایس ایڈ کا قرضہ شامل نہیں ہوتا۔

علاوہ ازیں درآمدی اعداد و شمار میں فرق کو ریج کے اختلافات کی بنا پر بھی ہوتا ہے مثلاً اسٹیٹ بینک کے درآمدی اعداد و شمار میں غیر مقیم پاکستانیوں کی ناقابل واپسی سرمایہ کاریاں (NRI)،³ بیرونی امداد کے تحت ہونے والی درآمدات اور افغانستان سے زمینی درآمدات وغیرہ شامل نہیں کی جاتیں۔ برآمدی اعداد و شمار میں یہ اختلافات اس لیے ہوتے ہیں کہ پاکستان دفتر شماریات کے ڈیٹا میں افغانستان کو جانے والی برآمدات، ممکنہ خریداروں کو برآمد کنندگان کی طرف سے بھیجے گئے برآمدی نمونے، ایکسپورٹ پروسیسنگ زونز کی برآمدات وغیرہ شامل نہیں ہوتیں۔

3 ناقابل واپسی سرمایہ کاری (non-repatriable investment) بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی وہ چھوٹی سرمایہ کاریاں شامل ہیں جو وہ ملک میں ایسی مشینری لانے کے سلسلے میں کرتے ہیں جو بیرون ملک خریدی گئی ہو اور خریداری ڈیوٹی فری شاپ سے کی گئی ہو۔

فرہنگ (انگریزی-اردو)

anecdotal evidence	منقولی شواہد	Foreign Direct	براہ راست بیرونی سرمایہ
borrowing	قرض گیری	Investment	کاری
budgetary financing	میزانیہ مالکاری	futures market	مستقبلات منڈی
Capital Adequacy Ratio (CAR)	شرح کفایت سرمایہ	injection	ادخال
capital-intensive	جاذب سرمایہ	large scale	بڑے پیمانے کی اشیا سازی
chain	زنجیر	manufacturing	
circular debt	گردشی قرضہ	lending	قرض گاری
CPI inflation	گرانی بلحاظ صارف اشاریہ	liquidity	سیالیت
	قیمت	livestock	گلہ بانی
commodity operation	اجناسی کارروائی	marketing	بازارکاری
competition	مسابقت	maturity profile	خاکہ عرصیت
core inflation	توزی گرانی	monetary aggregates	زری مجموعے
cost-effective	موثر بہ لاگت	monetary easing	زری نرمی
current account deficit	جاری حسابات کا خسارہ	monetary tightening	زری سختی
current expenditures	جاری اخراجات	money supply	رسد زر
cut-off rate	قاطع شرح سود	Net Domestic Assets	خالص ملکی اثاثے
documentation	دستاویزیت	Net Foreign Assets	خالص بیرونی اثاثے
economies of scale	کفایت حجم	net international	خالص بین الاقوامی ذخائر
exchange rate	شرح مبادلہ	reserves	
external account	بیرونی کھاتہ	one-off inflows	یکبارگی رقوم
financing mix	مالیاتی آمیزہ	open market operations	بازار زر کے سودے
filament yarn	ریشی دھاگہ	(OMOs)	
fiscal consolidation	مالیاتی یکجائی	perishable items	تلف پذیر اشیا
food inflation	غذائی گرانی	producer	پیدا کنندہ
		profitability	نفع یابی / آوری

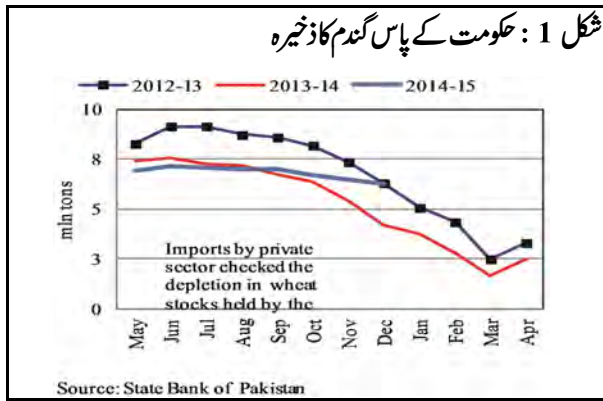
Quantitative Easing (QE)	مقداری نرمی	structural	ساختی
real sector	حقیقی پیداوار کا شعبہ	subsidy	زراعت
remittances	ترسیلات زر	sugarcane crushing	گنے کی کچل کاری
revaluation	نقد پیمائی	support price	امدادی قیمت
securities	تمسکات	trade deficit	تجارتی خسارہ
services	خدمات	value addition	اضافہ قدر
ship breaking	جہاز شکنی	wholesale and retail trade	تھوک اور خرده تجارت
solvency	ادائیگی قرض کی صلاحیت	working capital	جاری سرمایہ
sovereign wealth fund	ریاستی دولت فنڈ	yield curve	خط یافت
spread	تفاوت	YoY	سال بسال

فرہنگ (اردو-انگریزی)

trade deficit	تجارتی خسارہ	commodity operation	اجناسی کارروائی
remittances	ترسیلات زر	solvency	ادائیگی قرض کی صلاحیت
spread	تفاوت	injection	ادخال
perishable items	تلف پذیر اشیا	value addition	اضافہ قدر
securities	تمسکات	support price	امدادی قیمت
wholesale and retail trade	تھوک اور خرده تجارت	open market operations (OMOs)	بازار زر کے سودے
capital-intensive	جاذب سرمایہ	marketing	بازار کاری
current account deficit	جاری حسابات کا خسارہ	Foreign Direct Investment	برہ راست بیرونی سرمایہ کاری
working capital	جاری سرمایہ	large scale manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیا سازی
current expenditures	جاری اخراجات	external account	بیرونی کھاتہ
ship breaking	جہاز شکنی	producer	پیدا کنندہ
real sector	حقیقی پیداوار کا شعبہ		
maturity profile	خاکہ عرصیت		

cut-off rate	قاطع شرح سود	Net Foreign Assets	خالص بیرونی اثاثے
lending	قرض گاری	net international	خالص بین الاقوامی ذخائر
borrowing	قرض گیری	reserves	
core inflation	قوزی گرانی	Net Domestic Assets	خالص ملکی اثاثے
economies of scale	کفایت حجم	services	خدمات
CPI inflation	گرانی بلحاظ صارف	yield curve	خط یافت
	اشاریہ قیمت	documentation	دستاویزیت
circular debt	گردشی قرضہ	money supply	رسد زر
livestock	گلہ بانی	sovereign wealth fund	ریاستی دولت فنڈ
sugarcane crushing	گنے کی کچل کاری	filament yarn	ریشمی دھاگہ
financing mix	مالیاتی آمیزہ	subsidy	زراعت انت
fiscal consolidation	مالیاتی یکجائی	monetary tightening	زری سختی
competition	مسابقت	monetary aggregates	زری مجموعے
futures market	مستقبلات منڈی	monetary easing	زری نرمی
Quantitative Easing	مقداری نرمی	chain	زنجیر
(QE)		structural	ساختی
anecdotal evidence	منقولی شواہد	YoY	سال بسال
cost-effective	مؤثر بہ لاگت	liquidity	سیالیت
budgetary financing	میزانیہ مالکاری	Capital Adequacy Ratio	شرح کفایت سرمایہ
profitability	نفع یابی / آوری	(CAR)	
revaluation	نوقدر پیمائی	exchange rate	شرح مبادلہ
one-off inflows	یکبارگی رقوم	food inflation	غذائی گرانی

خصوصی سیکشن 1: گندم کی برآمدات کے امکانات



گندم کی فصل کی بہتر کارکردگی سے مجموعی معاشی نمو کو یقیناً تقویت ملے گی لیکن یہ پالیسی کے حوالے سے کچھ دشواریاں بھی لائے گی۔ خاص طور پر ملک میں پہلے سے موجود گندم کے بھرپور ذخائر کے باعث فاضل گندم فروخت کرنا حکومت کے لیے اہم چیلنج ہے۔ دستیاب ذخائر اور فصل کے بھاری (متوقع) حجم کے پیش نظر حکومت نے 1.2 ملین ٹن گندم برآمد کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ اس تناظر کے ساتھ اس

سیکشن میں گندم کی برآمد کے امکانات کا تجزیہ کیا گیا ہے جبکہ عالمی منڈی میں پہلے ہی اس کی فاضل مقدار موجود ہے۔

2014-15ء میں گندم کی ایک بڑی متوقع فصل، دستیاب ذخائر کی بلند سطح اور ذخیرہ کاری کی محدود صلاحیت نے حکومت کو مشکل صورت حال سے دوچار کر دیا ہے کیونکہ اس کو آئندہ فصل کی آمد سے قبل فاضل گندم فروخت کرنا ہے۔¹ دریں اثنا، گندم کی پست عالمی قیمت دیکھتے ہوئے نجی شعبہ 0.7 ملین ٹن گندم درآمد کر چکا ہے۔^{2,3} اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حکومت کی تحویل میں گندم کے ذخائر سے اجراء معمول سے کہیں زیادہ سست ہے (شکل 1)۔

ایک آپشن ان ذخائر کو برآمد کرنے کی حوصلہ افزائی کرنا ہے تاہم چونکہ گندم کی عالمی قیمتیں ان ذخائر کی خریداری کی لاگت سے بھی کم ہیں اس لیے گندم کو اس وقت تک برآمد نہیں کیا جاسکتا جب تک حکومت برآمد کنندگان کو زراعت فراہم نہ کرے۔ اس حقیقت کا ادراک کرتے ہوئے حکومت نے جنوری 2015ء میں سندھ اور پنجاب میں موجود اپنے فاضل ذخائر میں سے 1.2 ملین ٹن گندم برآمد کرنے کی اجازت دی جس پر فی ٹن 45 تا 55 ڈالر زراعت کی پیشکش کی گئی۔^{4,5} بعد ازاں عالمی قیمتیں مزید کم ہو گئیں اور حکومت نے زراعت بڑھا

1 آخر جنوری 2015ء میں صوبائی حکومتوں اور پاسکو کے پاس گندم کا ذخیرہ 5.80 ملین ٹن کی بلند سطح پر تھا جو ایک سال پہلے کے 3.75 ملین ٹن سے خاصا بلند ہے۔

2 درآمدی گندم کی قیمت 2,800 روپے سے 3,000 روپے فی 100 کلوگرام بوری بشمول متفرق اخراجات تھی جبکہ حکومت کا محکمہ خوراک 3,450 روپے فی بوری گندم جاری کر رہا تھا۔

3 یکم نومبر 2014ء سے حکومت نے درآمدی گندم پر 20 فیصد ریگولیٹری عائد کرنے کا اعلان کیا ہے۔

4 اس کے مطابق پنجاب 800,000 ٹن جبکہ سندھ کو 400,000 ٹن گندم کا برآمدی کوٹہ بخش کیا گیا ہے۔

5 مزید برآں گندم کی ذیلی مصنوعات کی بلاکاوٹ درآمد کا نوٹس لینے ہوئے حکومت نے بھی اس کی درآمد پر فوری پابندی عائد کرنے کی ہدایات جاری کر دی ہیں۔

کر 90 ڈالر فی ٹن کر دیا۔⁶

جدول 1: گندم کی ایف او بی قیمت کے تخمینے		
گندم کی اجرائی قیمت	1,300	روپے فی 40 کلوگرام
قیمت فی ٹن	32,500	روپے فی ٹن
پٹ سن یوری کی لاگت	1,240	روپے فی ٹن
کراچی کو مال برداری	1,500	روپے فی ٹن
دیگر لاگتیں ¹	2,200	روپے فی ٹن
بندرگاہ پر گندم کی لاگت (روپے)	37,440	روپے فی ٹن
گندم کی لاگت (کراچی بندرگاہ پر ایف او بی)	368.2	ڈالر فی ٹن
گندم کی برآمد پر حکومتی زر اعانت	90	ڈالر فی ٹن
زر اعانت سے مطابقت کردہ ایف او بی قیمت	278.2	ڈالر فی ٹن
ماخذ: منڈی کے تاجر		
1 - اس میں دبیراؤ سنگ چارجز، فیو کی گیشن کی لاگت، قبل از شپمنٹ معاہدہ فیس، برآمد کنندگان کا مارجن وغیرہ شامل ہیں۔		

اس زر اعانت کی مطابقت کے بعد بھی کراچی کی بندرگاہ پر گندم کی ایف او بی قیمت تقریباً 275 ڈالر فی ٹن ہے (جدول 1) جو روسی فیڈریشن اور یوکرین کی جانب سے پیشکش کردہ 210-220 ڈالر فی میٹرک ٹن کے حالیہ نرخ سے خاصی زیادہ ہے۔ بد قسمتی سے ریکارڈ فصل اور ذخائر کی بلند سطح، کمزور طلب اور مسابقتی اناجوں کی بہتر رسد کی وجہ سے مستقبل قریب میں بھی گندم کی عالمی قیمتیں پست رہنے کا امکان ہے (باکس 1)۔⁷

اس تناظر میں کاشت کاروں کے ساتھ، ان کی پیداوار کی مسلسل پست قیمتوں کے جواب میں تعاون کرنا آسان کام نہیں۔ ایک طرف فاضل گندم کی دستیابی سے منڈی کے نرخ 1300 روپے فی 40 کلوگرام کی امدادی قیمت سے بھی نیچے جاسکتے ہیں، تو دوسری طرف ذخیرے کی دستیاب گنجائش کے باعث ممکنہ خریداری کا حجم محدود ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ حکومت اگر بھاری مقدار میں گندم خرید بھی لے تو عالمی منڈی میں کم قیمتوں کی وجہ سے وہ فاضل مقدار برآمد نہیں کر سکے گی۔ اس طرح خاصی بھاری رقم گندم کی مالکاری میں پھنس کر رہ سکتی ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ گندم کی خریداری کی مدد میں اجناس کے قرضوں کا واجب الادا حجم آخر دسمبر 2014ء تک پہلے ہی بڑھ کر 363 ارب روپے تک پہنچ گیا ہے۔

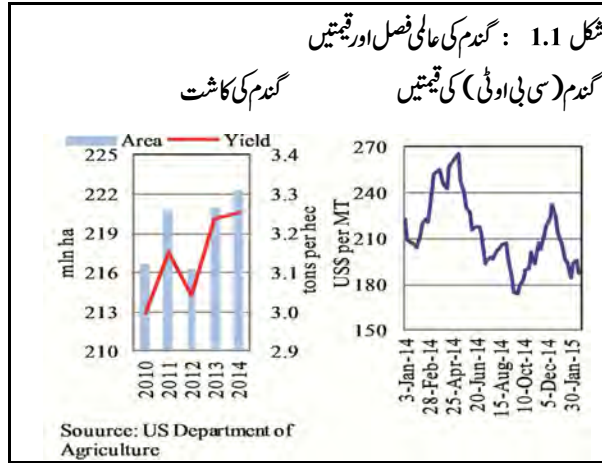
⁶ یہ دلچسپ امر ہے کہ چینی کاشتکار بھی ایسی ہی صورت حال سے دوچار ہو چکا ہے۔ کمزور عالمی قیمتوں اور ملک میں چینی کے فاضل ذخیرے کی وجہ سے حکومت نے 15 مئی 2015ء تک 650,000 ٹن چینی برآمد کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ نئی چینی کی آمد سے قبل فاضل ذخائر کو ٹھکانے لگانے کے لیے حکومت نے داخلی مال برداری پر 2 روپے فی کلوگرام اور 8 روپے نقد زر اعانت دینے کی پیشکش بھی کی۔

⁷ عالمی بینک کو بھی توقع ہے کہ گندم کی قیمت میں کمی کا تسلسل 2015ء میں برقرار رہے گا۔

خصوصی سیکشن 1

جدول 1.1: گندم کی عالمی رسد کے ذخائر			
ملین ٹن			
2014-15ء	2013-14ء	2012-13ء	
725.0	716.1	658.5	عالمی رسد
155.7	143.5	134.0	یورپی یونین
126.0	121.9	121.0	چین
112.3	103.9	77.8	ایف ایس یو 1
95.9	93.5	94.9	بھارت
55.1	58.1	61.3	امریکہ
25.0	24.0	23.3	پاکستان
24.0	27.0	22.9	آسٹریلیا
29.3	37.5	27.2	کیپیڈا
197.9	187.5	175.5	گندم کا ذخیرہ
1۔ سابق سوویت روس کی ریاستیں، ع۔ عبوری			
ماخذ: امریکی محکمہ زراعت			

بکس 1: گندم کی عالمی پیداوار کے حالیہ رجحانات



امریکہ کے محکمہ زراعت کے حالیہ تخمینوں کے مطابق 2014-15ء میں گندم کی عالمی پیداوار بڑھ کر 725 ملین ٹن تک پہنچنے کی توقع ہے، جو گندم کی ریکارڈ پیداوار کا مسلسل دوسرا برس ہے (جدول 1.1)۔⁸ اگرچہ امریکہ، کینیڈا اور آسٹریلیا میں فصل کو خشک موسم کا سامنا رہا لیکن یورپی یونین، ایف ایس یو، بھارت اور چین میں کاشت کے حالات سازگار تھے۔ مجموعی طور پر پیداوار میں بہتری میں زیر کاشت رقبے اور بلند یا فتوں دونوں نے اہم کردار ادا کیا (شکل 1.1)۔

امریکہ کے محکمہ خوراک کے مطابق 2014-15ء میں غذا اور چارے دونوں کے لحاظ سے گندم کا عالمی ہرف 1.5 ملین ٹن بڑھ جانے کی توقع ہے۔ اس کے نتیجے میں امکان ہے کہ گندم کے ذخائر حالیہ فصل کا موسم ختم ہونے تک بڑھ کر 197.9 ملین ٹن تک پہنچ جائیں گے۔

اہم درآمد کنندگان (جیسے چین) کی جانب سے پیداوار میں اضافے اور دیگر مسابقتی اناجوں (مکئی اور سویا بین وغیرہ) کی بھرپور نموی وجہ سے اس کی عالمی تجارت کمزور رہے گی۔

اس لیے گندم کے عالمی ذخائر میں بتدریج اضافے کی وجہ سے اس کی طلب پر کوئی فوری دباؤ نہیں ہے اور اس کی پست عالمی تجارت کی وجہ سے توقع ہے کہ گندم کی منڈی کی قیمتوں کا انحصار رسد کے حالات کریں گے۔ اگر موسم موافق رہے تو گندم کی پیداوار میں اضافے سے امکان ہے کہ منڈی دباؤ کا شکار رہے گی۔

⁸ یہ تخمینہ فروری 2015ء میں جاری کیے گئے تھے جو 723 ملین ٹن کی سابقہ پیش گوئیوں سے کچھ زیادہ ہیں۔